

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 26 جنوری 2021ء ب طابق 12 جمادی الثانی 1442 ہجری، بروز منگل، بوقت شام 4: گجر 55 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

﴿پارہ نمبر ۵ سورہ الکھف آیات نمبر اتناء﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - تمام خوبیاں اُس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے خاص بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کبھی نہیں رکھی - بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے جو کہ مجاہب اللہ ہو گا ذرا نے اور ان اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں، یہ خوشخبری دے کہ ان کو اچھا اجر ملے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ میں قواعد و انصباط کا رہ بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کو روائی اجلاس کیلئے پیش آف چیئرمین میں کیلئے نامزد کرتا ہوں:

- 1-جناب قادر علی نائل۔
- 2-میر نصیب اللہ مری صاحب۔
- 3-جناب مائز جانس۔
- وقہہ سوالات۔ جی جی شاء بلوج صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوج: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح کہ آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان روایات کا، صبر و برداشت کا، بردباری کا، امن اور آشنا کا ہمیشہ گھوارہ رہا ہے۔ بلوچستان میں جتنے بھی قومیں قبائل، مختلف الاحیاں، مختلف الازبان لوگ آباد رہے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ ایک دوسرے کی بڑی قدر کی ہے۔ اگر آپ بلوچستان کی تاریخ دیکھیں۔ قیام پاکستان سے قبل بھی چاہیے یہاں اگر ہندو مذہب کے لوگ بھی رہتے تھے عیسائی رہتے تھے، سیکھ رہتے تھے کبھی بھی کسی مذہب کے شخص کو بھی چاہیے وہ زندہ ہو، یا مرنے کے بعد بھی کبھی کسی طرح کی ہم نے ان کو تکلیف نہیں دی نہ اس طرح کا کوئی واقعہ پیش آیا جو ہمارے صوبے کی تاریخ یا ہمارے خطے کی تاریخ پر ہماری پیشانی پر ایک داغ بنے۔ بلوچستان 18-2002 یا 2017 کی تاریخ پر اس کے شروع کریں کہ بلوچستان میں اب اتنی لاشیں گر رہی ہیں۔ بلوچستان میں اتنے حادثات اور واقعات ہو رہے ہیں۔ بلوچستان کی زمین پر اتنا خون بہہ گیا ہے کہ بلوچستان کی جو اپنی زمین ہے وہ تنگ پڑگئی ہے بلوچستان کی اپنی زمین پر اتنی لاشیں اور اتنا خون بہہ گیا ہے کہ بلوچستان کی زمین بھی خود تھک گئی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں، میں آپ کو ایک چھوٹی سی کہاوت سناتا ہوں، پھر آپ خود سمجھ جائیں گے۔ میرے کہنے کا مقصد کیا ہے 3 جنوری 1898ء کو مکران میں جو مکران آج شعلوں کی زدیں ہے جہاں ایک معصوم عورت، خاتون کی لاش کریمہ بلوج کی لاش تدفین کیلئے لائی گئی۔ اور جو رو یہ پانیا گیا اس کے context کے تناظر میں میں آپ کو ایک قصہ سنانا چاہتا ہوں تاکہ سب کیلئے یہ باعث حریت بھی ہوئی چاہیے، اور ہمارے لئے میرے خیال میں یہ سابق آموز واقعات ہیں۔ کوئی 3 جنوری 1898ء کو لوگ پروش کے مقام پر یہی جو مکران کا علاقہ ہے پدارک وہاں اس کے نزدیک ایک وادی ہے ایک چھوٹا سا درہ ہے، جو پدارک کے قریب لوگ پروش کا، وہاں انگریزوں کے خلاف مکران کے بلوچوں کے کوئی ایک ہزار کے قریب مختلف قبائل مختلف علاقوں سے، مند سے، تمب سے، بلیدہ سے، بالی چاہ سے، کلائچ سے، کچ سے یہ سارے جمع ہو گئے۔ انگریز کے خلاف ایک بہت بڑا معرکہ وہاں لڑا گیا۔ اس معرکے میں تقریباً 150 کے قریب جو بلوج ہیں، جو انگریز کی اس مزاحمت کے خلاف شہید ہوئے۔

ان کی سربراہی میر بلوچ خان نو شیر و اُنی کر رہے تھے اس وقت میر بلوچ خان نو شیر و اُنی اپنے 150 ساتھیوں کی ساتھ شہید ہوئے۔ اگر انگریز چاہتے، کیونکہ یہ اتنا بڑا معرکہ تھا کوئی جھنگ نہیں تھی معرکہ تھا۔ کیونکہ بلوچستان میں انگریزوں کے خلاف کوئی 120 کے قریب معرکے چھوٹے بڑے وہ بلوچوں نے پشتو نوں نے اس خطے کے لوگوں نے لڑا ہے۔ اگر انگریز چاہتا تو بلوچ خان کی لاش کی بے حرمتی کرتا اس کا سترن سے جدا کر کے کسی لکڑی پر لگا دیتا، اس کو باعث عبرت بناتا سب کیلئے تاکہ لوگ ڈرجائیں۔ اگر انگریز چاہتا وہ تو کافر ہے تو اس کا سترن سے جدا کر کے اس کی ساتھ فٹ بال بھی کھیل سکتا تھا۔ اگر انگریز چاہتا تو جتنے بھی وہاں لوگ شہید ہوئے ہیں ان کی لاشوں کی بے حرمتی کرتا ان کے تن بدن سے کپڑے اتار کر ان کی ساتھ وہ حرکت کرتا جس کا کوئی علاج بھی نہیں تھا اس وقت کے میدان میں نہ سوچل میڈیا تھا اس وقت نہ میڈیا تھا۔ لیکن بربریت جب اگر ظالم نے قائم کرنی ہوتی وہ ہمیشہ جنگ کے میدان میں لاشوں کی ساتھ کیا جاتا ہے۔ لیکن 120 چھوٹے بڑے معرکے بلوچوں نے لڑا۔ 1839ء میں محراب خان کی شہادت سے لیکر 3 جنوری میر بلوچ خان نو شیر و اُنی کی شہادت سے لیکر، میر خدا آئیاد خان مری کی شہادت سے لیکر، میر غلام رسول بگٹی کی شہادت سے لیکر، میر بخار خان ڈوکی کی شہادت سے لیکر، میر خلیل خان گمشاد زئی کی، میر جیند خان ریکی کی شہادت سے لیکر، یہ سارے بلوچوں نے جتنے معرکے کیلئے ان کے سربراہ ان جنگوں میں رہے، لیکن جناب والا! میں تاریخ بہت غور سے پڑھتا ہوں مجھے کبھی بھی یہ نظر نہیں آتا کہ کسی نے بھی کسی ایک معرکے میں کسی ایک بھی اپنے مخالف کی لاش کی بے حرمتی کی ہو، یا اس کو بھی اس کے کی ساتھ اس طرح کی حرکت کی ہو، جس سے وہاں کے لوگوں کے دل اور دماغ میں ان کے خلاف نفرت بڑھتی کئی ہو۔ لیکن آج تقریباً جو بلوچستان کی ساتھ ہمارا ایک رشتہ ہے وفاقی وحدت کا، اس کی اگر آپ تاریخ دیکھتے ہیں جناب والا! جب بھی معرکے ہوتے ہیں گھروں میں ہوتے ہیں گلیوں میں ہوتے ہیں پہاڑوں پر ہوتے ہیں حکومتوں کی ساتھ سے ہوتے ہی۔ ریاست کی ساتھ ہوتے ہیں۔ لیکن ریاست اتنی بڑی طاقت ہوتی ہے اس کی بردباری اس کی سوچ اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ وہ ایسے چھوٹی چھوٹی حرکتیں نہیں کرتی جس سے آپ اجتماعی طور پر اس علاقے کے لوگوں کے دل اور دماغ پر ایک ہمیشہ کیلئے ایک واقعہ وہ ثابت کر سکیں۔ نواب اکبر خان بگٹی کی ساتھ جو ہوا، آج تک کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کی لاش جس طریقے سے مدفون ہے جس طرح تابوت میں اس کو تالے لگا کر اس وقت دفن کیا گیا۔ آج تک ان کے خاندان کے لوگوں کو بھی نہیں پتہ کہ اس تابوت میں تھا کون، اس تابوت میں تھے کیا۔ اس کے بعد تسلسل کی ساتھ یہ سلسلہ چلا اور ابھی Recently ہم تو بڑے جدید دور میں داخل ہو گئے ہیں کریمہ بلوچ کا واقعہ جب کینیڈا میں ہوا اس کے بعد اگر حکومت پاکستان نے اجازت

دے گئی دی اس کی لاش کی بلوچستان آنے کی، تو میرے خیال میں اس کی نظریات سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ اس کے طریقہ سے جدو جہد سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن انسانیت کے ناطے ہم سب مسلمان ہیں ایک عورت کی لاش جب بلوچستان میں تدفین کیلئے لائی جائی تھی۔ تو جناب والا! ریاست کو اپنے دل گردے بڑے کرنے چاہیے تھے۔ اس کا جگر اتنا بڑا ہونا چاہیے تھا۔ اگر یہ لاش وہاں سے لے جا رہے تھے وہاں سے اس کی میت اگر کراچی ائیر پورٹ سے کسی جگہ پر نماز جنازے کیلئے لے جا رہے تھے۔ تو حکومت کو اس کو facilitate کرنا چاہیے تھا۔ ان کو سہولت فراہم کرنا چاہیے تھا۔ کہ لوگ اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ کیونکہ ریاست کیلئے بہت ضروری ہے کہ اس کو لوگوں کے جذبات کا علم ہے کہ لوگ ریاست اور حکومت کے بارے میں کیا جذبات رکھتے ہیں۔ لیکن جناب والا! اس میں بھی رکاوٹیں ڈالیں گے اور جس طرح وہ کیا کہتے کہ Cordon off کر کے ایک میت کو وہ گاڑیوں میں سیدھا کسی کو جانے نہیں دیا اس کو مردان کی طرف اس کے علاقے تمپ کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ لوگوں کیلئے راستہ بند کر دیا گیا۔ وہاں موبائل کے networks بند کر دیے گئے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جناب والا! یہ سب سے بڑی جو غلطی ہے۔ یہ بلوچستان کے حکمرانوں کے ساتھ ساتھ ہمیں تو ان کی حیثیت کا پتہ ہے کہ شاید ان سے ہم گلاں نہیں کرتے ہیں لیکن بلوچستان کے حوالے سے پالیسی ساز اداروں کو ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ جو آپ کو یہ چھوٹے چھوٹے مشورے دے رہا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے فیصلے جس طرح کہ آپ کرتے ہیں اور بد صورت قسم کے آپ فیصلے کرتے ہیں آپ بلوچستان کے لوگوں کے دل اور دماغ جنتے کے بجائے آپ بلوچستان کے لوگوں کے دل اور دماغ میں اپنے لئے نفرت کرنے کیلئے باعث بنتے ہیں۔ ہم اس وفاق میں ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگوں کے دلوں پر بہت سے زخم ہیں بلوچستان کے لوگوں کے سینوں پر بہت سے زخم ہیں۔ بلوچستان کا کوئی ایسا گھر نہیں ہے جہاں ماتم نہ ہو بلوچستان میں کوئی ایسا شہر نہیں ہے جہاں اجتماعی قبریں نہ ہوں۔ ہم ہمیشہ یہی کہتے رہے ہیں کہ ریاست کو اپنے دل گردے بڑے کرنے چاہیں۔ جناب اپنیکرا! آپ ایک ایم پی اے ہیں۔ آپ کے علاقے میں روزانہ آپ کے خلاف کتنے لوگ بولتے ہیں۔ کیا جو ہمارے خلاف لوگ بولتے ہیں، ہم ان کا سر تن سے جدا کر دیں یا ان کے ہاتھ سے موبائل فون چھین لیں۔ یا ہم ان سے ان کی زبان کاٹ دیں۔ نہیں جمہوریت کی وفاقيت کی اور کثیر القومی ریاست کی خوبصورتی اسی میں ہے کہ آپ متضاد، مترقب خیالات کو سنیں۔ اگر کوئی ریاست کے خلاف بھی بات کرتا ہے۔ آپ اپنے اندر اتنی طاقت پیدا کریں کہ اس بیانیہ کے خلاف آپ اپنا ایک خوبصورت بیانیہ پیش کریں۔ بلوچستان میں اگر ایک بہت بڑا طبقہ وہ حکومت اور ریاست کی پالیسیوں سے ناخوش ہے تو وہ وجہات جانے کی کوشش کرے۔ بجائے کہ آپ وجہات جانے

کے آپ لوگوں کی جو ہے زبان بندی کرتے ہیں آپ تالا بندی کرتے ہیں۔ موبائل فون بند کر دیتے ہیں۔ سڑکیں بند کر دیتے ہیں۔ قبرستانوں پر کرفیو لگا دیتے ہیں۔ میتوں کو جو ہے کرفیو کی شکل میں وہاں ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں منتقل کر دیتے ہیں۔ کیسے آیا بلوچستان میں امن۔ ہم نے لاشوں کے ساتھ 2021ء میں ہم نے بلوچستان میں میتوں کو جو بے حرمتی دیکھی ہے ہماری تاریخ میں خدا جانتا ہے یہ پرانی پھٹی کتاب میری لاپبریری ہے، میں پڑھ کے نکالتا ہوں کہ یارا کوئی ایک واقعہ ملے تاکہ میں بتاؤں کہ پاکستان میں ہماری جو اسلامباد شہر جو کر رہی ہے وہ صحیح کیا وہ کوئی ایک جواز ڈھونڈنے کی کبھی کوشش کرتی ہے ابھی ہمیں نہیں ملتی ہے گیا رہ میتین ہماری ہزارہ برادری کی یہاں پڑی رہی چھ دن تک ہماری حکومت ان میتوں کو عزت و احترام نہیں دے سکی۔ اور ایک میت خاموشی سے ایک ملک سے دوسرے ملک آئی یہ اُس کا گھر ہے اور جتنے نظریات رکھے ہم بھی اختلاف رائے رکھتے ہیں اُن کے نظریات سے لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم حکمرانی پر ہوتے تو ہمارے دل اور گردے بڑے ہونے چاہئیں۔ ہم اپنے مخالف کو بھی وہ محبت و سہولت دیں تاکہ وہ کل اپنے نظریے کا ہمدرد بن جائیں ہمارا نظریہ نفرت نہیں سکھاتا ہے اگر پاکستان میں اگر ہمارا نظریہ اگر آپ کہتے ہیں اُس کو جی جو آپ کہتے ہیں کہ ہم وفا قیت کے نظریے پر یقین رکھتے ہیں جمہوریت کے نظریے پر یقین رکھتے ہیں انسانیت کے اور انسانی حقوق کے نظریے پر یقین رکھتے ہیں تو جناب والا! ہمیں وہ چیزیں دکھانی پڑیں گی۔ یہ چیزیں تاریخ میں جو لوگ جو یہ غلطیاں کروار ہے ہیں وہ دراصل بلوچستان میں جو آگ دھیئے دھیئے ہم سمجھتے ہیں کہ اُن کو کم ہونا چاہیے اُس اگ کو بلوچستان میں ختم ہونا چاہیے۔ بلوچستان میں جنگ و جدل، خون ریزی یہ لاشوں کا گرنا یہ تشدود ختم ہونا چاہیے۔ بلوچستان کے دوسرے علاقوں کی طرح ترقی کی طرف بڑھے لیکن کیسے بڑھے گا کہ ہر دوسرے دن حکومت اور اُس کے اہلکار جتنی بڑی غلطی کر دیتے ہیں آپ پوری بلوچستان کی پوری نسلوں کے ذہنوں میں ایک پیغام دے رہے ہیں کہ ہم آپ کی میتوں کو بھی معاف نہیں کریں گے۔ ہم آپ کے زندہ لوگوں کو بھی معاف نہیں کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب اپیکر! آج اس اسمبلی کے توسط سے ایک بات واضح کر دیں کہ ہمارا کوئی جمہوری طور پر کوئی مخالف ہے، کوئی ہمارے نظریے کا مخالف ہے کوئی ہمارے ایجنڈے کا مخالف ہے لیکن ایک بات یہ ہے کہ ہم حکومت اور ریاست کی حیثیت سے یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم وہ غیر قانونی اور غیر انسانی عمل نہیں کریں گے جس سے ہماری تاریخ و روایات مسخ ہوں۔ اور جو لوگ بھی اس عمل میں شامل رہے ہیں ہم اُس کی شدید الفاظ میں ندمت کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی اسمبلیکر: شکریہ شاہ، بلوج صاحب۔ کارروائی کافی لمبی ہے۔ جی اصغر علی ترین صاحب

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ جناب اپیکر! ہمارے صوبے کی بد قسمتی آپ سمجھ لیں کہ تقریباً ہم ہر سال ہوتے ہیں گفتگو کرتے ہیں، عوام کو درپیش مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں لیکن یہاں سے ایک کان سے سنا اور دوسرا کان سے نکالا نہ آپ نے کچھ کہا اور نہ میں نے کچھ سننا۔ کچھ ایسی کیفیت ڈھائی سال سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ جناب اپیکر! جب سر دیاں آتی ہیں ہمارے لوگ ہمارے عوام گیس کیلئے تڑپ رہے ہوتے ہیں۔ اور جب گرمی آتی ہے تو پھر ہم بجلی کیلئے ترستے اور ترپتے ہیں جناب اپیکر! اب تو کیفیت یہ ہو گئی ہے کہ اس ماہنس 5,6 میں کبھی کبھی ٹپر پیچر 4 تک چلا جاتا ہے۔ ابھی نہ بجلی مہیا ہو رہی ہے اور نہ گیس، جب ہم QESCO CEO کے پاس جاتے ہیں ان سے بات کرتے ہیں ان کا یہ کہنا ہوتا ہے کہ آپ کی صوبائی گورنمنٹ PHE کی مد میں قرض دار ہے۔ آپکا سول سیکرٹریٹ ہمارا قرض دار ہے، آپ کا سی ایم سیکرٹریٹ ہمارا قرض دار ہے۔ even کہ جو سب سڑی دی جاتی ہے زمینداروں کو اس مد میں آپ لوگ ہمارے قرض دار ہوں تو یہ پیسے آپ ہمیں دینے گے تو ہم آپ کو بجلی دینے گے۔ جناب اپیکر! ابھی آپ یقین جائیئے کہ بالخصوص جو میراضع اپنے ضلع کی میں بات کروں 48 گھنٹے میں تین گھنٹے بجلی مہیا ہو رہی ہے 24 گھنٹے میں کو نسا ایریا ہے جناب اپیکر! سڑی کا ایریا ہے دیہات کو تو آپ چھوڑیں یقین جائیئے پچھلے بارہ دن سے ہمارا ایک فیڈر بند پڑا ہے لوگوں کے پاس پینے اور خصوصیلئے پانی نہیں تھا۔ یعنی روزمرہ چیزوں کے لئے پانی نہیں تھا۔ مجھے فون کیا رابطہ کیا رور ہے تھے کہ بھائی دو گھنٹے کیلئے کم از کم بجلی دوتا کہ ہم اپنی ضروریات تو پوری کریں۔ جناب اپیکر! یہ کس کی ذمہ داری ہے لوگ تو ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہم نے آپ کو ووٹ دیا ہے۔ میں نے کہا اختر جان صاحب کی پارٹی ہو گئی بی این پی مینگل یا پشتونخواہ ہو گئی یا جمیعت علماء اسلام ہو گئی ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں ذمہ دار BAP ہے، ذمہ دار عوامی نیشنل پارٹی ہے، ذمہ دار ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی ہے یہ ذمہ دار ہیں ان سے سوال پوچھیں۔ ہم تو اسٹبلی کے فلور پر توبات کرتے ہیں یہاں ہمیں جواب نہیں ملتا۔ بجلی اور گیس بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ شہر کے علاقے میں جناب اپیکر! 24 گھنٹے میں دو گھنٹے یا تین گھنٹے بجلی مہیا ہو رہی ہے اگر یہ کیفیت تربت میں ہوتی تو کیا ظہور صاحب ایسے مسکراتے اگر یہ کیفیت سبیلہ میں ہوتی تو جام صاحب اتنے مطمئن ہوتے۔ جناب اپیکر! یہ بلوچستان ہے یہ حکومت وقت ہے اس کی ذمہ داری ہے یہ وفاق سے بات کرے یہاں کے بقا یا جات دے اور اس بجلی اور گیس کو عوام کیلئے دے دے ہمارے پاس جناب اپیکر! بلوچستان میں معدنیات کی کمی نہیں ہے ریکورڈ کیسے میں بلوچستان کا نام آتا ہے، سینکڑ میں بلوچستان کا نام آتا ہے۔ گواہ میں سی پورٹ میں بڑی بات کی جاتی ہے fencing کے حوالے سے بات کی جاتی ہے۔ سب کچھ یہاں بلوچستان کا نام آتا ہے۔ گیس

بلوچستان کا نام ہوتا ہے لیکن بلوچستان کے عوام اس سے محروم ہے۔ بلوچستان کے عوام کو کوئی سہولت حاصل نہیں بلوچستان کی ذمہ داری کون اٹھایا گا جناب اپیکر! ہمیں تو یہ میں floor of the house پر کہہ رہا ہوں کہ ہمیں احتجاج پر مجبور نہ کیا جائے۔ ورنہ ہم آئینے سیکرٹریٹ کے سامنے بیٹھیں گے عوام کو بلائیں گے احتجاج کریں گے یہاں آپکا آنا جانا سارا بند ہو جائیگا۔ آپ پھر نہیں آسکیں گے ہمیں کیوں؟ مجبور کیا جا رہا ہے کہ ہم سخت لہجہ استعمال کریں یا سخت احتجاج کریں یہ حکومت کی ذمہ داری ہے یہ due date کے فیڈرل گورنمنٹ سے بات کرے عمر ایوب سے بات کرے فیڈرل سیکرٹری سے بات کرے یہاں جو وفا قی مکھے ہیں وہ تو یہاں چوہدری بن کے بیٹھے ہوئے ہیں جناب اپیکر! آپ جب بھی جائیں تو کہتے ہیں کارز مینگ ہے۔ کوئی ممبر جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ میری کانفرنس ہے live video کانفرنس ہے میں وہاں سیکرٹریٹ کے ساتھ busy ہوں آپ کو نائم نہیں دیتے لیکن رزلٹ زیرو ہے۔ عوام کے لئے سہولت زیرو ہے جناب اپیکر! ہم روز اٹھتے ہیں روز تقریر یہ یہاں کرتے ہیں، روز یہاں گلہ پھاڑتے ہیں روز یہاں باتیں کرتے ہیں پھر یہاں سے ہمیں بھی باتیں ملتی ہیں کہ یہ سو شل میڈیا کیلئے تقریر کرتے ہیں آپ ہمیں کیس مہیا کریں، آپ ہمیں بجلی مہیا کریں آپ ہمیں صحت مہیا کریں، تعلیم ہمارے لئے عام کریں ہم نہیں اٹھیں گے بات نہیں کریں گے۔ جناب اپیکر! بارہ دن سے ایک گاؤں میں بجلی نہیں ہے، آپ بارہ منٹ بغیر بجلی کے رہ سکتے ہیں؟ جناب اپیکر! شدید سردی ہے پہلے تو یہ تھا کہ لوگ لکڑیاں کاٹ کر گزر بسر کرتے تھے اپنی لکڑیاں جلاتے تھا ب وہ باغات بھی ختم ہو گئے ان کے، روزگار بھی ختم ہو گیا اب رہ گئی گیس وہ بھی کبھی دو گھنٹے ہے دیہات میں تو کبھی نہیں۔ لوگوں کا گزر بسراب بجلی سے ہوتا ہے جناب اپیکر صاحب! بچ، بوڑھے، بیمار ایسے ایسے غریب لوگ ہیں کہ میں آپ کو کیا بتاؤں جناب اپیکر! ان کی جیب میں پانچ سورو پے تک بھی نہیں ہے خدا کی قسم۔ لکڑی کامن آٹھ سورو پے تک چلا گیا۔ اُس پر بھی کھانے پینے کی اشیاء بنائیں گے یا اپنے لئے آگ لگائیں گے وہ بھی ایک ہفتے 4 دن تک زیادہ نہیں چلا سکتے ہیں ایک خاندان 5 دن سے زیادہ نہیں چلا سکے گا۔ اب مجھے بتا دیں مہنگائی آسامان پر چھپرگئی۔ بے روزگاری اتنی ہو گئی کہ لوگ در بدر گھوم رہے ہیں۔ اب اس معاملے میں حکومت کا کام کیا ہے۔ جب حکومت بجلی نہیں دے سکتی جب حکومت کا گریباں پکڑیں گے۔ لوگ ہمارے خلاف بلکہ میرے خلاف احتجاج کرتے ہیں جی ہم نے آپ کو ووٹ دیا ہمیں گیس دے دیں ہمیں بجلی دے دیں۔ اور یہاں کوئی جواب دینے کیلئے تیار ہے نہیں۔ تو جناب اپیکر! اس پوائنٹ کو میں آپ سے request کرتا ہوں آپ سے گزارش کرتا ہوں آپ سے درخواست کرتا ہوں اس پوائنٹ کو بجلی اور گیس والے کو اسپشن بجلی اور گیس کو serious لیا جائے۔ یہ صوبائی حکومت کے

وزراء صاحبان ہیں جن کے آگے بیچھے پچاں گاڑیاں گھوم رہی ہوتی ہیں ان کو ہر بانی کریں اسلام آباد بھیجن تاکہ وفاتی دزیر سے بات کریں کوئی حل تو نکالیں ہمیں اور اس کا جواب طلب کریں۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے اسی مسئلے کو تھوڑا وہ کر لیتے ہیں۔ بجلی کے مسئلے پر۔ میدم پونٹ آف آرڈر پر آپ بات نہیں کر سکتی کسی اور کو continue نہیں کر سکتے کوئی قرارداد وغیرہ ہے نہیں۔

محترمہ شکلیلہ نوید قاضی: میں ایک witness ہوں میں وہاں موجود تھی اُس لاش کی وہ معصوم بلوچستان کی بیٹی کی۔ جس طرح بے حرمتی کی گئی اُسکی میں چشم دید کواہ خود بھی ہوں۔ میں وہاں موجود تھی تین بجے سے سات بجے تک اُس کی dead body handover نہیں کی گئی۔ ہم پر اتنی زیادہ فورسز تعینات کردی تھیں کہ میں ایر پورٹ کے اندر موجود تھی کہ ساڑھے تین بجے جب کینیڈا کی Flight استمول کی پہنچ ہم تین بجے وہاں موجود تھے چار پانچ لوگ ہم وہاں تھے اور باقیوں کو باہر روکا گیا تھا اُس کے بعد مسلسل اُسکی فیملی بھی threat تھے کہ آپ نے یہ body کو کسی کو handover نہیں کردی۔ اُس کے بعد ان کو یہ بھی پتہ تھا کہ ہم نے dead body لینی کہاں سے ہے۔ اور ان کی فیملی کے لوگ وہ تین لوگوں کو اُسکی دو بیٹیں اور بہنوی ان کو کبھی کہاں بھجوایا جا رہا تھا کبھی کہاں اور کہا گیا تھا کہ آپ کسی سے رابطہ نہیں کریں گے۔ میں وہاں موجود تھی تین بجے سے سات بجے تک مسلسل ٹرینل 3 ٹرینل 1، کار گو یہ لوگ بھاگ دوڑ میں لگ رہے بالآخر سات بجے کی فلاہیت تھی تربت کی تو ان کو بتایا گیا کہ ہم by air اسکو بھجوار ہے ہیں۔ کیونکہ میں گواہ تھی میں موجود تھی۔ میں وہاں خود اُس process کو سارا میں دیکھ رہی تھی اُن کے کہ انہوں نے ہم پر جنتی فورسز لگائی تھیں میں ایوان کی ایک ذمہ دار فرد ہوں یہاں پر۔ ان کو جس طرح سے یہ سارا game کیا۔ چار گھنٹے ان کے گھروالوں کو جس طرح سے اور ہم بھی اُنکے ساتھ ہمیں الگ رکھا اور انھیں الگ بالآخر جب سات بجے dead body handover کی گئی اور سات بجے تربت کی فلاہیت تھی اور insist کر رہے تھے اُسی resistance میں انہوں نے وہ dead body جو ہیں by air travel کیا۔ اُس کے بعد جب میں روانہ ہوئی کوئی کیلئے بائی روڈ ہی روانہ ہوئی۔ میری اپنی موبائل کی یہ کھنچی ہوئی تصویر ہے جناب اسپیکر! جو اس چیز کی گواہ ہے جو میں نے آٹھ بجکر 48 منٹ پر حب پر کھنچی تو میں نے دوستوں کو فون کیا کہ اُس کو بائی روڈ اور فورسز کے custody میں جس طرح اُس کو لیجا یا جا رہا تھا یہاں تو میتوں سے لوگ ڈرتے ہیں تو زندہ لوگوں کا ہم کیا حال کرتے ہیں اس کا آپ خود اندازہ لگاسکتے ہیں۔ تو دوستوں سے میں نے کہا کہ وہ اب آپ کو handover نہیں کریں گے آپ سب کو اسی طرح ایئر پورٹ کے گرد گھما تے رہیں گے۔ عام لوگ بھی جب آئے تھے اپنے

لوگوں کو even receive کرنے اُن کو بھی enter ہونے کی۔ مجھے طلب ساتی کا رڈ اُس دن کام آگیا۔ میں نے اسلئے لگادی ہے اس کا رڈ کی وجہ سے مجھے انٹری دی گئی otherwise مجھے بھی جانے نہیں دیا جا رہا تھا۔ کسی کو بھی جانے نہیں دیا جا رہا تھا وہ بند تابوت میں ایک میت تھی بلوچستان کی بیٹی تھی۔ جو اس کے پیچھے background میں جو لوگ ہیں وہ آج ہی جان لیں کہ بلوچستان کی اگر بہادر بیٹی تھی اگر اس نے مر کے بھی مقابلہ کیا لیکن جن کی وجہ سے یہاں گئی تھی شاید وہ زندہ ہے بھی اسی طرح مقابلہ شاید دوبارہ جو وہاں بیٹھے ہیں جن کی وجہ سے یہ وہاں گئی تھی وہ شاید اپنی سرز میں پر نہیں آ سکتیں گے۔ اپنی سرز میں پر اُس کو خراج تحسین ادا کیا گیا۔ ہر ذری روح ہر وہ ذرہ جو بلوچستانی ہے جو ایک زندہ قوم ہے جو بلوچستانی نہ بھی ہو اُس نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔ خواتین، بچے آج پورے بلوچستان میں اُسکا غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھا جا رہا ہے یہ سب کے سامنے ہیں۔ شاید وہ لوگ جن کی وجہ سے یہ گئی ہے وہ جو میرے خیال میں اس قابل نہیں ہوئے کہ اُن کے نماز جنازہ میں چند لوگوں کے علاوہ کوئی ہو۔ threat دیئے گئے اُن کی sister کو بھی یہ تمام process ہوا اُس کے بعد کچھ دوست تربت کی طرف جانے لگے تو انکو بھی وہاں روکا گیا اور یہی کہا کہ یہاں نہ موبائل سروس ہے نہ کچھ ہے خدارا ہم زندہ لوگ ہیں تو اگر ایک میت سے اُن کو ڈر لگتا ہے تو ہم تو زندہ ہیں۔ یہاں میں بیٹھی کراپی میں میرے گھر کے تالے توڑے گئے اسی آپ کے ایم پی اے لا جز میں۔ میرے گھر کا دروازہ ہوڑا گیا۔ یلجا یا تو کچھ نہیں گیا لیکن تالے توڑے گئے لیکن ثبوت کچھ نہیں ہے اس کے لئے میں طاہر شاہ صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے فوری طور پر ایک ایکشن لے لیا اور مجھ سے پارٹی کی لوگوں نے اُس پر میری پارٹی بی این پی نے اُسی وقت رابطہ کیا اسکے علاوہ میرے ساتھ سینٹرل صاحبان خاص کرم斯 روینیہ عرفان نے میڈم پری گل آغا نے ان سب نے مجھ سے ٹیلی فونک رابطہ کیا۔ محمد خان لہڑی صاحب نے رابطہ کیا اور ضیاء لانگو اور اُس کی فیملی انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا لیکن رزلٹ مجھے پتہ ہے کہ ایک میت سے لوگ اتنے ڈرے ہم تو زندہ ہیں ہمیں تو مار کے بھی چلے جائیں تو کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن رزلٹ مجھے کچھ نہیں ملا لیکن خدارا ایک زندہ قوم ہیں کم از کم اس چیز کو ہم دیکھیں کہ ایک میت کے ساتھ یہ کر سکتے ہیں تو زندہ لوگوں کے ساتھ بھی ہم کیا کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میڈم! جی واپڈا کے حوالے سے میں پوچھ لوں کہ آپ لوگوں نے کیا لائے عمل کیا ہے۔ واپڈا کے حوالے سے جو ہیں حکومتی ارکین نے کوئی action لیا ہے۔

جناب محمد بنیں خان خلجمی (پارلیمنٹری سکرٹری برائے محکمہ QDA): کس کے حوالے سے جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: بھلی کے حوالے سے ایک ہفتے سے مختلف شہروں میں بھلی نہیں ہے دو گھنٹے آتی ہے۔

جناب محمد بنین خان خلجمی: جناب اسپیکر! صاحب آپ کی بڑی مہربانی۔ میں تھوڑی سی آپ کو وضاحت کروں کہ جیسے نیرے دوست اصغر بھائی نے بتایا کہ کچھ مسائل ہیں۔ ظاہر ہے اور کوئی شہر کے اندر اور ظاہر ہے کوئی نہ کے باہر علاقوں میں بھی یہ بھائی کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میری ایک meeting ہوتی تھی۔ لیکن کوئی کے چیف کے ساتھ اور ہمارے energy department کے تو ان کی اور ان کی آپس میں جو میٹنگ ہوتی تو انہوں نے کہا کہ سارے جو سرکاری دفتر ہیں یا پورے بلوچستان کے اندر PHE کے ٹیوب ویل ہیں یا کوئی اور بھی جو ہمارے سرکاری آفسر ہیں۔ ان میں سے جناب اسپیکر صاحب! overbilling ہوتی ہے۔ جو کسیکو نے اپنے ساری ایک سبصدی اس کے اوپر ڈالی ہے۔ تو اس کی وجہ سے جو اصغر بھائی بتا رہے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ جی آپ کے ڈیپارٹمنٹوں نے payment نہیں کی ہے وہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ مگر عوام بیچارے کو یہ مسئلہ سمجھنیں آتا ہے کہ بھائی اگر بل ڈیپارٹمنٹ نے سرکار نے نہیں دیا ہے مگر ان کو بھی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پچھلی دفعہ ہم نے 2 ارب روپے کی payment ان کو پورے بلوچستان میں کی ہے۔ اب انہوں نے demand کیا ہے کہ 5 ارب روپے ہماری payment ہمیں کریں گے تو پھر ہم آپ کے کچھ حلقوں میں بھلی دیں گے تو اس حوالے سے میں جناب اسپیکر صاحب! بتاتا چلوں گا کہ گیس کے حوالے سے میں بتاؤں کہ، کوئی شہر میں 1980ء کے بعد ہم پائپ لائن ڈوار ہے ہیں جو آپ کا اپریل میں کام start ہو جائے گا جس کی وجہ سے ہم نے افتتاح بھی کیا۔ ہمارے قوی اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر قسم سوری صاحب بھی آئے اور ہمارے یہ جو عمر ایوب صاحب ہیں اُنکے تعاون سے ہم نے کام کرایا مگر جو اصغر بھائی کہہ رہے ہیں۔ کہ بالکل ایک کمیٹی اس سے جانی چاہیے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ آپ کی سربراہی میں جائے۔ یہ 2 بہت اہم مسئلے ہیں۔ یہ سیاست سے ہٹ کر بھی ہر بندے کی ضرورت ہے۔ اسے کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ جی اصغر اچکزی صاحب۔

حاجی اصغر خان ترین: جناب اسپیکر صاحب! میں ایک بات کی وضاحت کروں کہ سب سے پہلے session میں اس House نے ایک کمیٹی بنائی تھی سینڈک کے نام سے۔ کہ سینڈک ایک پراجیکٹ ہے اُس پر کمیٹی بننے گی وہ جائے گی۔ وہاں visit کر گی وہاں کے سیاق و سبق تمام تر حالات کو دیکھ کر وہ پھر اس ہاؤس میں رپورٹ پیش کر گی۔ ڈھائی سال گزر گئے وہ کمیٹی آپ کی نظر نہیں آئی۔ کہ کبھی گئی ہے نہ کچھ کیا ہے۔ اب previous session recently پچھلے میں باڑ کے حوالے سے گواہ رجاء کی ایک اور کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اب کمیٹی ابھی تک تو وہ کمیٹی تک تونہ گئی ہے نہ کبھی آئی ہے۔ اب میں بھائی ہمارے محترم بھائی ہیں ہم ان کی

respect کرتے ہیں، اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک اور کمیٹی بنائی جائے۔ جس میں یہ گیس اور بجلی کا معاملہ اٹھایا جائے جناب اسپیکر صاحب! جب کام کرنے کی نیت نہ ہو عوام کو سہولیات دینے کی نیت نہ ہو پھر آپ کمیٹی بنائیں۔ مجھ کے واقعہ پر کمیٹی بنائیں۔ باڑ کے لیے ایک کمیٹی بنائیں۔ ریکوڈ ک پر بنائیں۔ سینڈک پر بنائیں۔ کمیٹی بناتے جائیں۔ کمیٹی کا کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ 2 جو باتیں آپ سے میں نے عرض کیں اگر آپ کی اجازت ہو، بجلی اور گیس، یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس کو فل الفور حل ہونا ضروری ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کی، اپنی ماڈل کی، بہنوں کی، اور اپنے لوگوں کی زندگی بچانا چاہتے ہیں، ان کو سہولت دینا چاہتے ہیں تو بجلی اور گیس کے معاملے میں، میں تو کہتا ہوں کل آپ بلائیں۔ CEO کو بلائیں آپ وفاقی سیکرٹری کو بلائیں یا کمیٹی بنائیں۔ آپ اس میں date mention کریں کہ وہ جائے اسلام آباد اور ان سے ملے اُن سے بات کرے۔ یہ جو liability ہو پسہ تقایہ جات ہیں صوبائی گورنمنٹ پر، یہ وزیر خزانہ صاحب تشریف اٹھا کر ذرا بتائیں کہ دیں گے نہیں دیں گے۔ تو بات تو ہو، کم سے کم اس ہاؤس میں یہ تو اس طرح ہم serious کمیٹی پر کمیٹی۔ کمیٹی سے کیا بنے گا۔ کوئی ایسا جواب نہیں ملے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اسی پر میرے خیال سے ایک بار CEO کو بلاتے ہیں تاکہ وہ ہم لوگوں کو briefing دے سکیں۔ پھر جو فیڈرل کے متعلق ہو گا CEO کیسکو کو جو ہے پرسوں کے لیے بلوچستان اسمبلی طلب کیا جاتا ہے۔ 3 بجے صحیح ہے۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اصغر خان اچکزئی صاحب please۔

جناب اصغر خان اچکزئی: مہربانی۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے۔ اصل میں ہماری پارٹی کے قائدین آئے ہوئے تھے۔ آج کے اجلاس میں شروع ہی سے بیٹھنا تھا۔ تو چونکہ امیر حیدرخان ہوتی اور میاں افتخار صاحب ابھی کوئی تشریف لائے تھے۔ تو ہم اُن کے ساتھ engage تھے۔ جناب اسپیکر! آج 26 جنوری ہے۔ اور آج ہی کے دن۔ آج سے 15 سال پہلے رہبر تحریک خان عبدالولی خان وفات پا گئے تھے۔ اور یقیناً یہ سال بحیثیت تحریک ہمارے لیے انتہائی اہمیت کی حامل سال ہے۔ آج سے ہی تقریباً پورے 100 سال پہلے اصلاح و افغانستان کے نام سے باچا خان نے اس خطے کی آزادی کے لیے ایک تحریک کی بنیاد ڈالی تھی۔ جس کے آج مطلب 100 سال پورے ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی اسی جنوری کے مہینے میں 20 جنوری 1988ء کو باچا خان اس دنیا سے رحلت فرمائچے ہیں۔ تو یقیناً یہ دونوں قائدین صرف اصلاح و

افغانک سے لے کر خدائی خدمت گار تحریک تک یا پھر نیشنل عوامی پارٹی تک یا پاکستان نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی تک۔ یا آج کے عوامی نیشنل پارٹی تک صرف ہماری پارٹی کے کارکنوں کے یا صرف پشتو نوں کے قائدین نہیں تھے بلکہ اگر بر صغیر کی آزادی کی بات کی جائے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس خطے کی آزادی کے لیے جو صفت اول کا کردار بacha خان کا اور انکے ساتھیوں کا تھا وہ میرے خیال میں ہم سب کے سامنے تاریخ میں محفوظ ہے۔

پھر اسی طرح اگر خان عبدالولی خان کی بات کی جائے۔ تو اس ملک میں تمام اقوام کے لیے چاہے یہاں پر اس ٹائم کے بیگانی تھے جو بگلہ دلیش کی صورت میں آج ہمارے ساتھ نہیں ہے یا ہمارے بلاوج بھائی، یا سنندھی، یا سرائیکی، even یا پنجاب میں بھی خان عبدالولی خان نیشنل عوامی پارٹی کی صورت میں اور پھر نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کی صورت میں اس کے قائد رہے ہیں اور سب سے بڑا صحراء جو آج ہمارے سامنے جو آئیں پڑا ہوا ہے۔

ایک opposition leader کی حیثیت سے اس وقت کے حکومت کے ساتھ جو 73ء کی آئین کی تشكیل ہوئی تھی۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ پاکستان کی تاریخ کا ایک بہت بڑا جس طرح کا ایک کارنامہ ہے۔ جس سے شائد ہم سب مستفید ہو پا رہے ہیں اسی طرح اگر پھر قید و بند کی بات کی جائے۔ یہاں پر مظلوم و حکوم عوام کے لیے جو قربانیاں ہمارے اس وقت کے قائدین نے جس میں سے آج صرف سردار عطاء اللہ خان کچھ اور زندہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو مزید زندگی دیں صحت کے ساتھ۔ تو یقیناً یہاں وہ لوگ ہیں اور ایک دوسری بات یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جس کے دشمن بھی اس کے کردار پر خدا خواستہ انگلی نہیں اٹھا سکتا ہے کسی بھی حوالے سے، اصولوں کے ایسے مرکز تھے جن سے سکھنے لوگ جاتے تھے اور جس سے آج بھی لوگ سکھتے رہتے ہیں تو آج کے ایوان میں، میں دونوں طرف کے دوستوں سے یہ request کرتا ہوں کہ ہم بacha خان اور خان عبدالولی خان کو خراج عقیدت مشترک طور پر اس ایوان سے پیش کر دیں اور ساتھ ہی ایک اجتماعی دعا ان کے لیے بھی جائے۔ شکریہ جناب اپنیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: اختر حسین لاغوآپ بات کر لیں پھر اس کے بعد قادر نائل بات کریں۔

جناب قادر علی نائل: میں اصغر صاحب کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھاؤں گا جناب اپنیکر۔

میرا ختر حسین لاغو: فلور مجھے دیا ہے میرے بعد آپ بات کر لیں۔ بہت شکریہ جناب اپنیکر! جناب اپنیکر! اُس دن بھی جیسا ناء بلاوج نے جس موضوع کو چھیڑا ہے اُس دن بھی اُسی موضوع پر ہم نے اس اسلامی میں اس اسلامی فلور پر جب ہزارہ برادری کے ساتھیوں کی لاشیں روڈوں پر پڑی تھیں۔ جس طرح بے حرمتی اُن لاشوں کی ہو رہی تھی۔ آپ چاہ رہے تھے کہ ایک کمیٹی کے حوالے سے آپ کے دوستوں کے اعتراض

ٹھاں لیکن ہم چاہ رہے تھے کہ اُس دن بھی ہم کچھ حقائق جو ہیں۔ وہ اسمبلی کے سامنے اس ایوان کے ریکارڈ میں لے آئیں۔ جب ہم نے documentary proof کے ساتھ documents کے ساتھ جناب والہ! یہ سلسلہ یہ لاشوں کی بے حرمتی کا سلسلہ یہ 2006ء میں لانے کی کوشش کی۔ لیکن افسوس کے ساتھ اس دن کورم کی نشاندہی کر کے اُس بات کو ادھورا چھوڑا گیا۔ جناب والہ! آج بھی ہم اُسی جگہ پر کھڑے ہیں جناب والہ! یہ سلسلہ یہ لاشوں کی بے حرمتی کا سلسلہ یہ 2006ء میں جب نواب اکبر خان بکٹی جیسی ہستی جو اس ایوان بھی رہ چکے ہیں جو اس فیڈریشن ریاست پاکستان کے وزیر داخلہ بھی رہ چکے ہیں گورنر بھی رہ چکے ہیں۔ اُن کی لاش کے ساتھ جو بے حرمتی کی گئی اُن کی تابوت پر جھٹر جھٹر تالے لگا دیئے گئے۔ جناب والہ! اُسی پر یہ سلسلہ تمام نہیں۔ اب جو ہماری بہن بالکل کریمہ کی لاش کو اُس کی میت کو جھٹر جھٹر وہاں سے لایا گیا پھر جس طرح آج سو شل میڈیا کا دور ہے آپ کسی چیز کو لوگوں سے چھپا نہیں سکتے جناب اسپیکر! تو یہ بدنامی یہ کالک اپنے منہ پر ملنے کی ضرورت کیا تھی۔ آپ نے سو شل میڈیا پر دیکھا ہوگا کہ جیسے اس کی میت کو وہاں سے لے کر آ رہے ہیں تمام راستے پر کر فیو لاگ کر اُس کو وہاں سے گزارا گیا۔ جنازے پر شرکت کرنے کے لیے لوگوں کو روکا گیا۔ سڑکوں پر FC کے جوان وہ کھڑے تھے۔ لوگوں نے ان کی ویڈیو بنائی ہیں وہ صاف الفاظ میں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے۔ سینیں کہ آپ نے جنازے میں شرکت نہیں کرنا ہے اس کی اجازت ہے نہیں آپ کو جناب والہ! تمپ کے جنازے میں آپ نے لوگوں کو شرکت کرنے سے روک دیا۔ لیکن اُس کے اثرات اُس کا نتیجہ یہ تکلا کہ تمپ پر جو جنازہ ہو رہا تھا اُس جنازے کو آپ نے روک دیا پورا پاکستان آج جنازہ گاہ بن گیا۔ لا ہور میں بالکل کریمہ کے جنازے پڑھائے جا رہے ہیں، کوئی میں پڑھائے جا رہے ہیں خضدار میں پڑھائے جا رہے ہیں کراچی میں غائبانہ نماز جنازہ ہو رہا ہے پورا پاکستان کو آپ نے جنازہ گاہ بنادیا اُس میں حاصل آپ نے کیا کیا، سوائے بدنامی کے۔ اُس میں حاصل کیا کیا آپ نے سوائے اپنی بدنامی اور تنزلیں کے آپ نے اس ریاست کو جن لوگوں نے بھی یہ مشورہ اُن کو دیا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ریاست کا خیرخواہ نہیں ہے۔ وہ اپنے ذاتی مفادات کے لیے ریاست اور ریاستی مشینری کو استعمال کر کے اُن کو غلط مشورہ دے کر وہ ایسے کام کرتے ہیں جس سے ریاست کے خلاف نفرت جنم لیتا ہے اور اس نفرت کو بنیاد بنا کر یہ لوگ اپنی ذاتی مفادات کو cash کرتے ہیں جناب والہ! اس سے پہلے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لانگو صاحب تھوڑا مختصر کریں آگے بڑی کارروائی رہتی ہے۔

میرا ختر حسین لانگو: اُس دن میں جناب والہ اسی پر بات کر رہا تھا۔ مجھے ساتھیوں نے نہیں چھوڑا کورم کی نشاندہی ہوئی جو میں نے اسمبلی کے ریکارڈ کے لیے جو سانچہ صفوراً کی TIAL رپورٹ میں نے submit کروائی

جو وڈھ کے چیک پوسٹ پر لیویز کے اہلکاروں کو شہید کیا گیا اس کی FIR میں نے submit کروائی جو اس وقت کے وزیر داخلہ نے یہاں پر ایک سوال کے جواب میں اُن ذمہ داروں کے نام لیے اس floor of the House میں وہ میں نے آپ کو submit کروادی جناب والا اُس دن چھوڑ انہیں گیا اور نہ سانحہ تو تک کا بھی میں ذکر کرتا تو تک میں وہاں سینکڑوں سو سے زیادہ لاشوں کی بے خرمتی کی گئی جس طرح اُن کو اجتماعی قبروں میں دفن کیا گیا اُس میں بھی میں بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن دوست اُس کو برداشت نہیں کر سکے۔ اب جناب والا یہاں پر ہم اُن عناصر کی نشاندہی کیوں نہ کریں جو ان تمام واقعات کے ذمہ داران تھے۔ موجودہ حکومت 20-2019ء کے بحث میں وڈھ کے منتخب نمائندے کو 8 کڑوڑ روپے کی اسکیمیں دیتے ہیں اور اُس سانحہ صفورا کی TAL میں جن بندوں کے نام ہیں اُن کو 45 کروڑ کی اسکیمات دی گئی ہیں اور جناب والا! 21-2020ء کے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح کہہ رہے ہیں Point of Order پر اتنی بھی بات نہیں ہو سکتی۔

میرا ختر حسین لالگو: جناب والا 21-2020ء کے بحث میں وہاں کے منتخب نمائندے کو 9 کڑوڑ روپے کی اسکیمیں دی گئی ہیں اور وہ ذمہ داران جن کے خلاف وڈھ کے Check Post FIR میں کٹ چکی ہے جن کے خلاف ایک Judicial Commission بنائیا اُس Judicial Commission کی روپرٹ میں ہے کہ تو تک کے سانحہ کے ذمہ دارن کون ہیں اُن ذمہ داروں کو سانحہ صفورہ کے ذمہ داروں کو یہاں پر 21-2020ء کے بحث میں بھی 50 کروڑ سے زیادہ کی اسکیمات سے نوازا گیا ہے اور جناب والا ان تمام ذمہ داروں کو جو Protocols دیتے جا رہے ہیں یہ خود اس حکومت اور اس کی کارکردگی کے حوالے سے ایک سوالیہ نشان ہے اور جناب والا میں آج اس ایوان کے فلور میں باٹک کر یہ کی لاش کے ساتھ جو رو یہ اس ریاست کا رہا ہے جو اس حکومت کا رہا ہے اُس کی میں بھرپور الفاظ میں نہ مت کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی جمہوری ریاست میں یہ ایک انتہائی شرمناک واقعہ ہے۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی قادر علی نائل صاحب!

جناب قادر علی نائل: جناب اسپیکر بہت شکریہ میں مختصر ادوباتیں کرلوں گا شاہ صاحب آپ کی اجازت سے میں اصغر خان اچکزئی صاحب کی بات کو آگے بڑھاؤں گا جناب اسپیکر جس طرح بتایا گیا کہ آج 26 جنوری ہے اور جنوری کا مہینہ ایک حوالے سے ہمارے لیے بھاری گزر رہا ہے۔ اس میں ہمارے اکابرین کا انتقال ہوا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بجیت ایک student یا ایک سیاسی کارکن ہم پڑھتے ہیں تو ولی خان اور باچا خان

صاحب کی جوانانقل ہے۔ اور اسی طرح میں یاد دلانا چاہتا ہوں آج کے اس فلور کے حوالے کر 26 جنوری 2009ء کو کوئی آج سے 12 سال پہلے جناح روڈ کوئٹہ میں دن دھاڑے ہزارہ ڈبیوکر لینک پارٹی کے چیئر مین حسین علی رضوی کو شہید کر دیا گیا اور آج ان کی بری ہے اور ان کی بری علمدار روڈ میں منائی جا رہی ہے پارٹی کی طرف سے میں وہی سے ہو کر آیا ہوں ہمارے چیئر مین آج اسی وجہ سے اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔ ہم نے اپنے اکابرین کو خراج عقیدت پیش کرنا ہے۔ ان کے جو فلسفے ہیں ان کے جو افکار ہیں اور ان کے افکار یہ تھے کہ کوئی شہر میں وہ امن محبت اور روداری کی پرچار کرتے تھے۔ وہ یہاں کے اقوام کی درمیان محبت بھائی چارے اور روداری کو فروخت دینا چاہتے تھے۔ تو ہمارے چیئر مین کا گناہ صرف اتنا تھا کہ وہ امن اور محبت بانٹنے والے تھے تو انہیں شہید کر دیا گیا آج میری بھی House سے یہ موقع ہے کہ اپنے اکابرین کو خراج عقیدت پیش کر لے اور ان کے لیے دعا مغفرت کر لیں۔ شکریہ ہی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نائل صاحب۔ ایک بار ان کے حق میں میرے خیال سے دعا پڑھ لیتے ہیں اُس کے بعد پھر۔

(دعاۓ مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شاہ صاحب آپ بات کر لے ویسے آپ سے پہلے حمل کلمتی صاحب نے ہاتھ کھڑا کر دیا تھا۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب اسپیکر میں ایوان کا اور آپ جناب کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن کریمہ بلوج کے حوالے سے جو اس اسمبلی کے فلور پر جو باشیں ہوئیں ہے وہ یقیناً قبل افسوس اور ڈکھ کی بات ہے وہ ہماری بیٹی تھی گوکر اُس کی سوچ اُس کی سوچنے کا انداز یا وہ جو چاہتی تھی ریاست کے علاوہ وہ اپنے جگہ پر لیکن ان کا تعلق میرے district سے ہے ان کے تعلق میرے علاقے سے ہے اور جس انداز سے جناب والا ان کی میت پاکستان لائی گئی اور مجھے صحیح تھا اُن کا نہیں پتہ کیوں کہ وہاں میں یا میرے پارٹی کا کوئی بنڈہ موجود نہیں تھا لیکن بہن جو بتا رہی تھی کہ وہ اُس وقت وہاں پر موجود تھی تو یہ جوان انداز اپنایا گیا ہے یہ قابل مذمت ہے۔ جناب والا ایک میت سے ریاست کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے اور اگر نماز جنازہ کے لیے وہ تو ویسے بھی اسلامی اقدار کے مطابق نماز جنازہ میں حضور پاک ﷺ کی حدیث کے مطابق اگر نماز جنازہ میں جو مسلمان شریک ہو اُس کوئی گناہ اجر اور ثواب ملتا ہے پتے نہیں یہ کیوں ایسا نہیں ہونے دیا گیا کیوں نماز جنازہ صحیح انداز میں اور اسلامی اور بلوچی روایات کے مطابق کیوں ان کو روکا گیا وہ نماز جنازہ کو روکنے والے خوب بہتر بتاسکتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ جناب میں یہ کہنا

چاہوں گا کہ حیات شہید کو بھی میرے حلقت میں میرے علاقے میں ایف سی کے ایک سپاہی کے ہاتھوں جن کا قتل ہوا اُس وقت جو وہاں پر جو کمانڈر تھے । ایف سی کے انہوں نے بہت ثابت رویہ اپنا یا میں گوارد میں تھا جب مجھے اطلاع ملی کہ یہ واقع ہو گیا اور لوگ میت کو لے کر ایف سی کے کمپ کے سامنے احتجاج کرنا چاہتے ہیں پورا شہر تیار تھا لیکن جب میں تربت پہنچا اُسی شام کو میں ان کے اہل خانہ کے پاس گیا ان کے لواحقین سے بات کی الحمد اللہ ان کو بھی آفرین ہے کہ وہ میری بات سمجھ گئے اور اُس وقت جناب والا । صاحب مجھ سے پہلے تربت پہنچنے سے پہلے اُس سپاہی کا ناتا ایف سی سے تھوڑا تھا پولیس والوں کو بلا کر کہا کہاب یا ایف سی کا اہلکار نہیں رہا اس کی حیثیت ایک قاتل سے زیادہ نہیں ہے اور اس کو قاتل کے طور پر treat کیا جائے اور گزشتہ دنوں چار پانچ دن قبل تربت کے سیشن کورٹ سے اُن کو سزاۓ موت ہو گئی۔ اب اُن کی اپیل ہے ظاہر ہے ہائی کورٹ ہے سپریم کورٹ ہے لیکن اس سے ایک اچھا message گیا اس سے علاقے کے لوگوں نے انصاف ہوتے ہوئے دیکھا۔ حیات تو واپس نہیں آ سکتا تھا لیکن حیات کی فیملی کے کسی حد تک تشفی ہوں جناب والا پتہ نہیں اس جنازے کو اگر اُسی طرح treat کیا جاتا تو شاید علاقے کے لوگ اور بلوچی روایات اور بلوچی اقدار قائم رکھے جاتے زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا وہاں ہماری آبادی ویسے ہی کم ہے 5 ہزار لوگ شریک ہوتے 2 ہزار شریک ہوتے ہزار لوگ شریک ہوتے بہر حال یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ شاہ صاحب!

سید احسان شاہ: جناب والا میں کم ہی بولتا ہوں میں جناب سے گزارش کروں گا کہ مجھے اگر دو minute اور دے دیئے جائیں۔ جناب والا! ولی خان صاحب کے حوالے سے اصراراً چکزئی صاحب نے جو بات کی کبھی ہمارے ملک میں بھی شاستہ سیاست ہوتی تھی کبھی ہمارے ملک میں بھی نظریاتی سیاست ہوا کرتی تھی اُس وقت symbol تھے لوگ اگر کسی نے مذہبی سیاست کرنی ہے تو جماعت اسلامی موجود تھا جمیعت موجود تھا وہ اُس سوچ کے لوگ اُن پارٹیوں میں جاتے تھے۔ اگر کسی نے کمیونٹ سے ملتا جلتا یا اُس line کی سیاست کرنی تھی تو موجود تھا نظریات کے بنیاد پر لوگ پارٹیاں join کرتے تھے اس بنیاد پر نہیں کہ مجھے کسی کا شکل اچھا لگتا ہے یا کس سے مجھے کیا مل رہا ہے تو جناب والا! ولی خان صاحب یقیناً پاکستان کے اُن سیاسی اکابرین میں سے تھے کہ جن کا پاکستان کی سیاست میں بہت بڑا Role تھا۔ میر غوث بخش بزنجو، سردار عطاء اللہ میٹگل اور ولی خان صاحب یہ اُس وقت نیشنل level کے سیاستدان تھے اور جن کے پیچھے موجودہ KPK اور اُس وقت کا NWFP اور بلوچستان یہ دونوں ان لیڈروں کے پیچھے تھے ان کے عوام جناب والا 1973ء کے آئین میں

جو آئین جس کا ہم حلف اٹھاتے ہیں، ہمارے tables پر رکھا ہوتا ہے۔ جس کا کہ قومی اسمبلی، سینیٹ اور چاروں صوبائی اسمبلی میں آئے دن ذکر ہوتا ہے یہی آئین ہے۔ جس کے بنانے میں میر غوث بخش، ولی خان، بھٹو، مفتی محمود اور بہت سے اکابرین کے کاؤشوں سے وہ آئین مادرے وجود میں آیا اور وہ عمرانی معاهدہ آج تک چل رہا ہے اس میں گوکہ بہت ساری تبدیلیاں آئی، تبدیلیاں آئی وہی چاہئے ثبت تبدیلیاں کوئی چیز حرف آخر نہیں ہوتا، سوائے قرآن پاک کے کہ اُس میں تبدیلی نہیں آسکتی جناب والا بہر حال میں اپنے اور اپنی پارٹی کے جانب سے ولی خان صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور میں ایک واقعہ جو گز شستہ دونوں میرے نظر و میں سے گزرنا، کہتے ہیں کہ ولی خان صاحب کو امڑو یو دینا تھا کسی باہر کے صحافی کو تو ولی خان صاحب نے time کم تھا انہوں نے کراچی جانا تھا کسی meeting میں اُس صحافی نے کہا کہ چلنے ٹرین کے اندر ہم بات کر لیتے ہیں۔ جب ٹرین میں بیٹھے آگے جا کر کسی station پر روکے تو وہاں پر ماربل کے بڑے بڑے پھر اُس ٹرین میں دیکھے گئے۔ اُس وقت اُس صحافی نے کہا کہ یہ ماربل کے بڑے بڑے پھر کہاں کراچی لے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ کراچی جا رہے ہیں کہتا ہے شائد کراچی میں، وہ وہاں کیوں لے جا رہے ہیں یہاں پر اس کی کیوں نہیں ہوتی لیبر بھی یہاں پر زیادہ ستا ہے یا بھلی وہاں پر زیادہ سستی ہے۔ تو ولی خان صاحب نے کہا کہ لیبر بھی یہی سے جاتا ہے۔ وہ حریت سے پوچھ رہا تھا کہ لیبر بھی یہاں سے جا رہا ہے پھر بھی یہاں سے جا رہا ہے اور کارخانے وہاں لگے ہوئے ہیں یہ کون سی منطق ہے اُس پر ولی خان صاحب نے کہا کہ یہی بات جب میں کہتا ہوں۔ تو مجھے خدار کہا جاتا ہے یہ لیبر بھی یہاں کا پھر بھی یہاں کا لیکن کارخانہ لگا ہوا ہے کراچی میں، تو یہ جناب والا اور آخر میں جناب NTS کے حوالے واپڈا کے lineman کے حوالے سے کوئی NTS کے test لئے ہیں سال ہونے کو ہے سینیٹ میں بھی آواز اٹھائی گئی ہے شائد قومی اسمبلی میں بھی مجھے نہیں پڑتے لیکن شائد آواز اٹھائی گئی ہوں۔ لیکن مجال واپڈا میں سے مس ہو۔ یہ جناب والا کاغذ میرے ہاتھ میں ہے جس میں تمام detail لکھی ہوئی ہیں۔ میں آپ جناب کی خدمت میں یہ بھیجوادیتا ہوں۔ آپ دیکھے لیجئے آیا بلوچستان کے نوجوانوں کا قصور کیا ہے NTS پاس جنہوں نے کیا ہے ان کے order کیوں روکے جا رہے ہیں اس بنیاد پر کہ وہ اپنے نام شامل کرنا چاہتے ہیں کچھ قتوں کو NTS کے test منظور نہیں ہیں تو میں چاہتا ہوں جناب والا! آپ اس پر نظر ثانی کریں نظر ثانی کیا بلکہ آپ اس کا نوٹس لیں اور جناب والا آپ اس چیز کو دیکھیں میں ان ہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گا، بہت مہربانی جناب اسپیکر آپ کا اور تمام دوستوں کا جنہوں نے مجھے سناء۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کلمتی صاحب آپ بولیں۔

میر حمل کلمتی: شکریہ جناب اپسکر۔ میرے خیال سے ان کا غنوں پر توروز ہم۔ سلیم بھی مجھے لگتا ہے جس issue پر ہم بات کر رہے ہیں ہماری بہن کریمہ بلوچ کے حوالے سے بات کریگا جناب اپسکر! 70 سالوں سے بلوچستان کو جلایا جا رہا ہے جل رہا ہے میں نہیں کہوں گا کیونکہ بلوچستان کو جلایا جا رہا ہے 26 اگست 2016ء کو نواب اکبر گٹھی جس نے ہمیشہ جو اس ملک کے تمام ایوانوں میں رہا ہے وفاقی وزیر بھی رہا ہے گورنر بھی رہا ہے۔ اور اُس نے ہمیشہ اس ملک اور ملک میں رہنے والوں کی بات کی 15 سال پہلے جب اُس کو شہید کیا گیا بلوچستان کے اُس جلتی آگ میں تیل ڈال کر مزید چنگاریاں اڑائی گئی جناب اپسکر! بانو کریمہ بلوچ جنہوں نے کینڈا میں شہادت پائی اُن کی لاش کی اجازت ملی لاش کو جب یہاں لائے نہ اُس کی فیملی کو نہ یہاں کے لوگوں کو سب کو dark میں رکھ کر لاش کو direct انہوں نے اپنے قبضے میں لیکر تمپ پہنچایا اور تم میں آج سے دو روز پہلے جب لاش پہنچا ایک دن پہلے اُس رات کو پورا کرنیو ہو گیا اور کرفیول گا دیا گیا ڈسٹرکٹ کچھ کے موباں نیٹ ورک بند کر دیئے گئے اور باقاعدہ اعلان ہوئی تمپ سٹی میں کوئی اپنے گھروں سے نہیں نکلے گا اور جنازہ میں شرکت نہیں کریگا جناب اپسکر! زندہ لوگوں کو تو آپ پنجروں میں بھی ڈال رہے ہو ہر روز چیک پوسٹوں پر ہماری بے عزتی بھی ہوتی ہے لیکن اب ہماری ماوں اور بہنوں کی لاشوں کی بھی بے حرمتی ہو رہی ہے میں اُس کی شدید الفاظ میں نذمت کرتا ہوں لیکن انہی الفاظ کے ساتھ جناب اپسکر! کہ کیوں؟ کیوں یہ سارے چیزیں بلوچستان میں ہو رہی ہے۔ بلوچستان میں رہنے والے لوگوں نے ہمیشہ یہاں گیس رائٹی کی بات کی۔ اپنے ساحل و سائل کی بات کی اپنے جزاً روں کی بات کی، سیندک میں اپنے share کی بات کی۔ ریکوڑ کا جو agreement کیا گیا کن لوگوں نے کیا۔ جس کی وجہ سے بلوچستان مقرر و ضم ہو کر رہ گیا۔ بھلی کی بات کی۔ پانی جو نہروں سے ہمیں دیا جاتا ہے اُس کی بات کی۔ بلوچستان کے لوگوں نے ہمیشہ پاکستان کے دوسرے صوبوں میں رہنے والے شہروں کے برابر حیثیت کی بات کی۔ ہمیتھہ سہولیات کی بات کی، انجوکیشن سہولیات کی بات کی۔ بھلی کی بات کی، گیس کی بات کی، بیروزگاری کی بات کی میرے خیال سے ان باتوں میں کوئی تضاد نہیں یہ تو ہر شہری چاہتا ہے کہ یہ سارے چیزیں ہمیں ملے۔ تو آیا وہ کون نے لوگ ہیں جو روز اس بلوچستان کو جلا رہے ہیں۔ کن لوگوں کے غلط فیصلوں کی وجہ سے آج تک بلوچستان جل رہا ہے آیا کبھی اُن کے خلاف انکو اتری کی کوشش کی۔ اُس کے ذمہ دار تو وہ لوگ ہیں جو روز اس بلوچستان میں آگ جلا رہے ہیں آپ اُن سے اُن کے گریبان میں ہاتھ ڈال کے پوچھھے اور روز لوگوں کی بے حرمتی اور بے عزتی ہوتی ہے ان چیک پوسٹوں کے ذریعے ان روڈوں پر جناب اپسکر! کب تک یہ سلسہ چلتا رہے گا اور روز بروز بد منی پھیلتی جا رہی ہے بیروزگاری عام ہو رہی ہے۔ یہاں پر لوگ مردوں پر

نکل رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں اس کی پروزور نہ ملت کرتا ہوں اور اسی امید کے ساتھ کے اب خدراۓ بیٹھ کے سوچا جائے کہ بلوچستان اور بلوچستان کے رہنے والوں کے کیا ایشوڑ ہیں اُن کے حل کی طرف اور آخر میں آج جس طرح ولی خان کے یوم وفات کا دن ہے میں اپنی اور پارٹی کی جانب سے لیکن یہ بات ضرور کرتا چلو کہ آج اگر آفسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ آج اگر ولی خان ہوتا تو یہ اسمبلی کریمہ والے issues پر گونج رہا ہوتا لیکن میں اُن کے پیر و کاروں سے افسوس کا اظہار کر سکتا ہوں کہ وہ اسمبلی میں بیٹھ کے بھی خاموش ہے شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میرے خیال سے ایجنڈے کی طرف آجاتے ہیں۔ جی بولیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر حکومت خزانہ): جناب اسپیکر! آپکا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا جناب اسپیکر! جس طرح ہمارے اسمبلی ممبران نے ایک واقعہ کو لیکے جس پر ہمیں کافی ہمدردی بھی ہے۔ ہمارے علاقے کی شخصیت تھی اور پیش ہمارے اُن کے ساتھ نظریاتی اختلاف تھے۔ اُنکے افکار سے ہم متفق نہیں تھے لیکن ایک فونگی ہوئی اُس پر ہمیں ہمدردی ہے اور ہم نے ہمدردی کا اظہار بھی کیا ہے۔ جناب اسپیکر! کچھ عرصے سے تمن یا چار واقعات ہوئے ہیں اور بد قسمتی سے انہی واقعات کو لیکر ایک غلط رنگ دینا انہی واقعات کو لیکے سیاست کرنا اور بد قسمتی سے وہ واقعات اس طرح کے ہیں جس میں انسانی جانیں بھی ضائع ہوئے ہیں۔ اور لاشوں پر ایک سیاست کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ قصہ شروع ہوا ہے ایک ڈیکٹنی کی واردات سے جہاں پر کچھ لوگ ایک گھر میں گھستے ہیں وہاں پر واردات کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور گھر کے مزاجمت پر وہ ایک عورت شہید ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہمسائے گھر والے ہمت کر کے اُس چور کو کپڑ لیتے ہیں اور ایک شاید بھاگ جاتا ہے۔ دو گھنٹے بعد پولیس جا کے دوسرے ملزم ہے اُس کو کپڑ لیتی ہے۔ پھر تین یا چار دن بعد جو ان کا سرگزند تھا وہ بھی کپڑ جاتا ہے۔ اُن پر ایک قانونی کارروائی ہوتی ہے۔ سزا میں بھی پاتے ہیں لیکن اُس پر سیاست ہو جاتی ہے اُس پر State کو بھی ملوث کیا جاتا ہے اور اُس پر حکومت کو بھی ملوث کیا جاتا ہے۔ اُس کو طرح طرح سے جو ہیں ایک شکل بنائے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جناب اسپیکر! اس واقعہ کے بعد ایک اور واقعہ ہو جاتا ہے جس پر ہم سب نہ ملت کرچے ہیں ہر آنکھ اشکبار بھی تھا حیات بلوچ کا۔ اور وہ بد قسمتی سے ایک law enforcement ہماری ایجنسی ہے اُس کے الہکار نے وہ واقعہ کر دیا تھا ایک incident ہوا تھا اُسکا background یہ ہے تو اس واقعے میں وہ بچہ شہید ہو جاتا ہے اور اُس پر فوری ہماری جتنی بھی سوسائٹی ہے ہماری اسمبلی ہے پاکستانی سب نے اس کی نہ ملت کی۔ دو گھنٹے بعد اُس الہکار کو پولیس کپڑ لیتی ہے اور کوئی ہفتہ پہلے اُس الہکار کو سزاۓ موت سنائی جاتی

ہے لیکن جب یہ واقعہ ہوتا ہے تو ہمارے لوگ واپسیا مچادیتے ہیں کہ یہ خدا نخواست State institution نے deliberately اُس بچے کو جان بوجھ کر شہید کیا۔ لیکن جب قانون اپنا راستہ اختیار کرتا ہے اور اُس culprit کو سزا ملی ہے۔ میں نے ایک بھی الفاظ ایک بھی بیان کسی سے نہیں سنا کہ آج قانون کا بول بالا ہو آج وہ حوصلہ افزائی کریں اُس حیات شہید کے فیملی سے جن کو انصاف ملا ہے۔ اُس وقت سیاست چکایا۔ جناب اسپیکر! پچھلے مہینے ایک واقعہ ہو جاتا ہے کہنیڈا میں جس کی پولیس روپرٹ بھی آگئی ہے اللہ عالم وہاں کے پولیس کا کیا نظام ہے۔ کس طرح وہ تحقیقات کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں سب کو معلوم ہے کہ جو ہمارے ویسٹ کے ممالک ہیں وہاں ان کی پولیس جو ہیں autonomous ہے وہ جو بھی واقعات ہوتی ہے ان کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے اُس واقعہ کو لیکے جب اُس کی لاش یہاں پہنچتی ہے جناب اسپیکر! اب ایک background بنایا جاتا ہے، ایک ماحول بنادیا جاتا ہے کہ خدا نخواستہ پاکستان کے فورسز نے یہاں سے اٹھ کے کہنیڈا میں جا کر وہاں پر یہ کارروائی کیا۔ اور زمہ دار جو ہیں ہمارے prospective institution ہے ایک ماحول میں ایک ماحول بنایا جاتا ہے پوری سو شل میڈیا میں ہر جگہ پر۔ تو جناب اسپیکر! ایک لاش آتی ہے لاش سب کلیئے قابلِ احترام ہے، ہم سب نے مرتا ہے ہم سب نے زمین کے جو ہیں نال سپرد ہونا ہے اور انسانی حوالے سے مذہبی حوالے سے جب لاش آتی ہے یہاں پر تو کیا حکومت وقت security measure لیں۔ جانتے ہوئے کہ ایک ماحول بن گیا ایک ماحول بنادیا گیا ہے کہ اُس ماحول سے فائدہ اٹھا کر حکومت وقت کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ خدا نخواستہ اگر کہیں mishap ہو جائے تو ہم جو ہیں یہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس security measure لیں۔ حکومت نے کسی نے اُس لاش کو خدا نخواستہ نہ اغوا کیا اور نہ اُس کو اپنے تحویل میں لیا نہ کوئی اور اُس کا ایجاد اتنا۔ مقصد یہ تھا کہ اُس لاش کو بحفاظت اوقین کے ساتھ ان کے آبائی گاؤں پہنچا دیں۔ میرے خیال میں دنیا کے جہاں بھی حکومتیں ہوتی ہیں اگر لاءِ اینڈ آرڈر کا issue آجائے تو انہیں بھی extraordinary measure لینے پڑتے ہیں۔ اب کسی کے لاش کو باعزت اٹھا کے تمپ لیجانا کیا کوئی جرم تھا؟ کیا اس میں حکومت نے کوئی گناہ کیا؟ کیا اس میں خدا نخواستہ کوئی بے حرمتی والا factor آ جاتا ہے کوئی مجھے بتائیں۔ ہاں البتہ میں بھی سو شل میڈیا بھی دیکھتا ہوں سب نے دیکھا ہو گا وہاں پر جب ان کی تدفین ہوئی اُس کی فیملی کے ہاتھوں پہلی دفعہ خواتین نے بھی شرکت کی ہمارے بلوج معاشرے میں کبھی بھی جنازے میں خواتین شرکت نہیں کرتے۔ لیکن اس تدفین میں شرکت کی تمپ کے سارے لوگ آئے انہوں نے شرکت کی کراچی میں غائبانہ جنازہ ہوا۔ تربت میں غائبانہ نماز جنازہ ہوا۔ گوارمیں غائبانہ جنازہ ہوا۔ آیا کسی نے کسی

پولیس کسی لیوز کسی نے جا کے کوئی مداخلت کی انکو منترش کیا۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر! بدقتی سے ہم طاقت میں لگے ہوتے ہیں کہ خدا نخواستہ کوئی واقعہ ہو جائے اور اس پر ہم سیاست کریں۔ جناب اسپیکر! ہمارے دوست نے ایک تاریخی prospective بیان کیا۔ انگریز جب مکران آیا تھا تو ایک لڑائی ہوئی تھی بلوج خان نو شیر وانی کی سربراہی میں اور بدقتی سے کہوں یا خوش قسمتی سے کہوں اُس میں میرے دو آباؤ اجاد بھی شامل تھے جو شہید ہوئے بالاچ اور عبدالقدار۔ جو انگریز نے اُن کے لاشوں کے ساتھ کیا وہ بھی تاریخ گواہ ہے۔ اُن کے پاس تواریں تھیں بڑے توپ خانے تھے اور انہوں نے توپوں سے اُن کے لاشوں کا کیا وہ مجھے پتہ ہے۔ میں اتنا بڑا تاریخ دان بھی نہیں ہوں اور نہ میری اتنی بڑی مطالعہ ہے لیکن میں حقائق ہی بتا رہا ہوں اس کے بعد اُس کے لواحقین کو کسی محفوظ مقام میں پہنچا دیا میں اُس میں نہیں جاتا لیکن یہ میں ضرور پوچھوں گا کہ اُس تاریخ پس منظر کو اور ایک security measure ہے اُس کو موازنہ کرنا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ خدا نخواستہ اُس کو ایک بڑا معاملہ اس طرح ہوا ہے کہ کسی institution نے جا کے وہاں پر کر دیا۔ جناب اسپیکر! میں بھی اُس علاقے کا ہوں مجھے بھی اُسی طرح ہمدردی ہے جس طرح باقیوں کو ہے میرا بھی اُس کے فیملی کے ساتھ family terms بھی ہیں میں اُن کے گھر میں فاتحہ کیلئے بھی گیا ہوں جب اُن کا چچا جو اس دنیا سے رخصت کر گئے لیکن خداراء حقوق کو سنبھال کر نہ کریں۔ واقعات کو لیکر آپ ملک کو اپنے institution کو اپنے معاملات کو خراب نہ کریں کیا یہ چیزیں جو ہم یہاں پر کرتے ہیں کہ یہ ہمارے ایجنسی پر اس ملک کے interest میں ہو رہے ہیں کردو، ہنگامے کروادو جلوس کروادو۔ آپ انتظار کریں کہ جس ملک میں واقعہ ہوا ہے، اُس ملک کے اداروں پر ہماری مداخلت تو نہیں ہے۔ انہوں نے ایک initial report دے دی ہے، Final report اگر ان کو جو بھی طریقہ کارہے وہ مجھے نہیں پتہ وہ آجائے گی تو سب کو پتہ چل جائے گا۔ اس سے پہلے ہنگامہ کس چیز کا۔ اس سے پہلے ایک لاش کو لے کر ایک ماحول بنانا، آخر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں آپ۔ کیا کسی کو خوش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا جو عوام کے جو جذبات ہیں اُس کو ابھارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُس کو یہ exploit کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! مجھے بھی پتہ ہے، یہاں بہت سے لوگوں کو پتہ ہے، میں جانتا ہوں وہاں کے معروف نبی حقائق۔ مجھے بھی وہاں کا معلوم ہے۔ کوئی اس طرح کی قدغن نہیں ہوئی ہے۔ میں کل سو شل میڈیا پر دیکھ رہا تھا کہ ایک stature کو چار خواتین پتہ نہیں کہاں کی تھیں، وہاں کی تھیں، باہر کی تھیں پتہ نہیں کہاں کی تھیں وہ لے جا رہی ہیں اور سو شل میڈیا پر چل رہا ہے کہ جی دیکھیں یہ خدا نخواستہ یہ غیر اسلامی، غیر بلوجی واقعہ ہو گیا ہے کہ مردوں کو اُس کی لاش اٹھانے کے لیے نہیں چھوڑ اور عورتوں نے اٹھائی ہے۔ اُدھر ہی سو شل میڈیا میں یہ بھی نظر

آرہا ہے کہ وہاں پر سینکڑوں لوگ اُس کی لاش کو لے جا کر فون کر رہے ہیں۔ تو اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ اور میں یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ بہت سے non personalities جو ہیں وہ tweet کر رہے ہیں۔ تو اس سے میں کیا، میں as a layman، عام آدمی کیا اُس سے اخذ کریں گے کہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! ہمیں ہم سب کو ہمدردی ہے، ہمیں اُس کے انکار اُس کے نظریات سے اختلاف ہیں۔ باقی وہ ہماری بہن تھی ہماری عزت تھی ہم اُس کی فیملی کی قدر کرتے ہیں وہ ہمارے لیے محترم ہے لیکن، خدا کے لیے آپ کے توسط سے میری ان دوستوں سے گزارش ہے کہ لاشوں کی سیاست سے آگے بڑھیں۔ اب ایک عوام کو صوبے کو ایک راستہ دکھائیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک عزت دی ہوئی ہے۔ آپ کو اس صوبے کے لوگوں نے عزت دی ہوئی ہے۔ آپ کو انہما سمجھا ہے تاکہ آپ اُن کو ایک اچھی منزل تک لے جائیں۔ آپ اپوزیشن میں ہیں آپ کا کام ہے حکومت کو صحیح راستہ دکھانا، آپ کا کام یہ نہیں ہے کہ چیزوں کو mislead کرنا، چیزوں کو حقائق کو منسخ کرنا، یہ آپ کا کام نہیں ہے۔ تو میں آخر میں گزارش کروں گا کہ خدا کے لیے ہمیں سیاست کرنی ہے تو ذمہ داری کے ساتھ کریں ہم جو ہیں اس لاشوں کی سیاست سے آگے نکلیں۔ thank you..

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ بلیدی صاحب۔ میرے خیال سے اب کارروائی کی طرف آنا چاہیے۔ شاء بلوچ صاحب۔ شاء بلوچ صاحب آپ اور آپ کے ساتھیوں نے تفصیلی اس پربات کی ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: Point of personal explanation میرے محترم دوست نے میری طرف اشارہ کر کے چند باتیں کیں، میں خود بھی نہیں چاہتا کہ ہمارے ہاں ماحول جذباتی ہو، یا ہم اڑائی جھگڑے اور ایک دوسرے کے ساتھ کھینچاتانی کی طرف چلے جائیں۔ دو تین چیزیں انہوں نے بیان کی جس مہربانی اور محبت سے وہ ہمیں ہدایت فرمار ہے ہیں، جس طریقے سے وہ ہماری رہنمائی فرمار ہے ہیں۔

(اذان مغرب)

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! جس طرح میرے دوست نے فرمایا کہ یہاں پر ایک دانستہ کوشش ہو رہی ہے کہ بلوچستان میں حالات خراب کیے جائیں اور ان پر سیاست کی جائے۔ یہاں پر لاشیں گرائی جائیں اور لاشوں پر سیاست کی جائے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر ملکہ خزانہ): جناب اسپیکر میں نے یہ نہیں کہا، جناب اسپیکر یہ سو شل میڈیا کے stunt نہ کریں مہربانی کر کے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب میں نے ان کی بات بہت غور سے سنی اگر آپ کی اجازت ہو تو

میرے point of personal explanation کی کیوں کہ یہ بہت ذمہ دار فرم ہے۔ کیوں کہ وہ ایک ذمہ دار وزیر ہیں بلوچستان کے سینئر منسٹر ہیں۔ انھوں نے یہ بات کی کہ ایک ایجنسی کے تحت باہر سے کوئی ایک آتا ہے جس کی basis پر یہ کام ہوا ہے کہ بلوچستان میں لاشوں پر سیاست کی جا رہی ہے۔ جناب والا! یہ سیاست ہم نے نہیں کی اگر حکومت غلط فیصلہ نہیں کرتی، ایک میت، ایک خاتون کی میت آئی تھی، ہم سب نے بار بار کہا ہے کہ ان کے نظریات، ان کی راہیں اور ان کی سیاست سے ہمارا تعقیل نہیں ہے، آپ بھی اختلاف کر سکتے ہیں ہم بھی کر سکتے ہیں، لیکن بحیثیت انسان اور ایک شہری اور اس طبقے کے باشندے ریاست کا ہم نے کہا کہ اس کے دل اور گردے بڑے ہونے چاہیے اس کی ذمہ داریاں ہیں۔ آج سے کچھ دن پہلے لاہور میں بھی ایک واقعہ ہوا تھا مولانا خادم رضوی صاحب کی جوف نگاری ہوئی تو مینار پاکستان پر ان

کا جنازہ پڑھا گیا، لاکھوں کی تعداد میں لوگ وہاں جمع ہوئے حکومت نے وہاں کوئی security نہیں دی، کسی کو نہیں روکا، سڑکیں بند ہوئیں، بہت سی جگہوں پر barriers توڑے گئے لیکن لوگوں کی عقیدت تھی، محبت تھی لوگ بڑی تعداد میں وہاں پر گئے، ادھر تو ریاست کو اور بھی گھلے دل کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا کہ وہ دیکھتے کہ کتنی محبت اور عقیدت اس نظریے سے کسی کی ہے۔ اگر ہم حکمران ہوتے تو بالکل کہتے کہ جی آزادی کے ساتھ، احترام کے ساتھ اس لاش کو اس میت کو کراچی ائر پورٹ سے اگر کہیں نماز جنازہ پڑھانے لے جانا چاہتے ہیں اگر کہیں اور لے جانا چاہتے ہیں، تو یہ ان کی ذمہ داری ہے ایک میت کو کیا security threats ہو سکتے ہیں کہ آپ کہتے ہیں کہ security measures کے تحت اس کو off cordon کیا گیا۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ جب آپ سے غلطیاں ہوتی ہیں تو پھر بعد میں آپ کہتے ہیں کہ جی یہ اپوزیشن کا کام ہے لاشوں پر سیاست کرنا۔ کیا ہم نے کہا کہ چھ دن بلوچستان میں یہ حکمران میں شامل ہمارے دوست چھ دن تک بائی پاس پر ہمارے ہزارہ بھائیوں کی لاشیں پڑی رہیں، ہم نے کہا کہ یہ script ہمارہ تھا یا آپ کی غلط حکمرانی کی وجہ سے ہوا۔ ہم نے کہا کہ بلوچستان میں روز لاشیں گرتی ہیں، روزانہ سڑکوں پر لاشیں گرتی ہیں۔ ہر ایک فرلانگ پر آپ نے security check posts بنائی ہوئی ہیں، اس کے تحت اس کو security measures ہے، ہم کوئی بھی بکریاں تو نہیں ہیں، انسان ہیں آپ ہماری میتوں پر بھی security measures آپ ہماری گاڑیوں پر بھی security measures آپ زمیاد سے بھی ٹیکس لیتے ہیں، اب میں خود پرسوں مکران سے آرہا تھا، ہر فرلانگ پر، ایکسائز کا، پولیس کا، لیویز کا، FC کا اور سب کی check posts آپ تصور نہیں کر سکتے، آپ کو نہیں لگتا کہ آپ ایک مہذب معاشرے کے لوگ ہیں۔ یہ صرف میت کو آپ نے

cordon off نہیں کیا پورے بلوچستان میں جس طرح کی governance ہو رہے ہیں زندہ لاشیں ہیں ہم سب، وہ تو ایک میت تھی جس طرح آپ نے اُس کے ساتھ کیا وہ تاریخ میں رقم ہوا، میں نے بلوج خان نوشیروانی کا ذکر کر اس لیے کیا، مجھے بھی پتہ ہے کہ آپ کے آبا اجداد کے لوگ بھی اُس میں شہید ہوئے، میں نے اس لیے کہا کہ میت کے ساتھ انگریزوں نے اچھا سلوک برقرار کھا، انھوں نے بھی بلوج خان نوشیروانی کے بارے میں کہا کہ یہ ایک بہادر، دلیر دشمن تھا۔ اس نے بڑی جوان مردی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ہمارے پاس تو پیش اور بندوقیں تھیں اور اس کے پاس تلواریں تھیں۔ میر خداداد خان مری نے بھی جب انگریزوں کے ساتھ لڑائی کر لڑی جب وہ شہید کیا گیا، آج۔۔۔ مدخلت۔۔۔ شور۔۔۔ جناب والا ہم صرف۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ دل منٹ کے لیے نماز کا وقفہ دیا جاتا ہے اُس کے بعد پھر کارروائی پر آتے ہیں۔

(وقفہ برائے نمازِ مغرب)

جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات۔

جناب دیش کمار: جناب اسپیکر پہلے کارروائی نہ تھا دیں وقفہ سوالات بعد میں کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیسے سوالات بھی اتنے زیادہ نہیں ہیں پہلے سوالات ہوں گے۔ اگر آپ لوگ سارے کہتے ہیں تو آپ لوگوں سے رائے لی جائے گی

جناب ثناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر! میر ابھی ایک سوال ہے لیکن اس کو defer کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں آپ نے اپنے دو منٹ کی بات کر لی تھی پہلے۔ جی وقفہ سوالات۔ جناب نصر اللہ خان زیرے اپنا سوال نمبر 20 دریافت فرمائیں۔

20☆ جناب نصر اللہ خان زیرے کی تاریخ 12 ستمبر 2018:

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال 2007 تا 2018 کے دوران صوبہ میں دہشت گردی کے کل کتنے واقعات رونما ہوئے اور ان واقعات میں کل کتنے سو لیکن فورسز کے الہکار شہید و ذخی ہوئے تفصیل دی جائے۔ نیز شہید و ذخی ہونے والوں کے لواحقین کو کس قدر رقم ادا کی گئی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر مکملہ داخلہ:

سال 2007 تا 2018 کے دوران صوبہ بھر میں دہشت گردی کے کل جقدر واقعات رونما ہوئے اور ان واقعات

میں کل جتنے سویں اور فورسز کے الہکار شہید و زخمی ہوئے کی تفصیل بہ طابق ضمیمہ (الف) اور شہید ہونے والوں کے لواحقین کو جس قدر رقم ادا کی گئی کی تفصیل ذیل ہے۔

حکومت بلوچستان دہشتگردی کی وجہ سے فورسز کے جو بھی الہکار شہید و زخمی ہوئے اُنکی باقاعدہ حکومتی مرتبہ قوانین کے تحت مکملہ پولیس، مکملہ یویز و دیگر صوبائی مکملہ جات سے تعلق رکھنے والے ملازمین کو متعلقہ مکملہ از خود مالی معاوضہ ادا کرتا ہے مرتبہ قوانین کی تفصیل بہ طابق ضمیمہ (ب) نیز جہاں تک سویں کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں سال 2007 سے اب تک دہشتگردی کے واقعات میں شہید و زخمی ہونے والے افراد کو حکومتی مرتبہ قانون کے تحت جس قدر رقم ادا کی گئی کی تفصیل ضمیم ہے اسیلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چونکہ نصراللہ خان نہیں ہیں ان کا سوال disposed off کو کر دیا گیا ہے، اس کو disposed کر دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے کا سوال نمبر 55 دریافت فرمائیں۔

☆ 55 **جناب نصراللہ خان زیرے کی نامہ:** نوش موصول ہونے کی تاریخ 3 اکتوبر 2018

5 / اگست 2019 / 17 ستمبر 2019 کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

/ فروری 2020 اور 24 / نومبر 2020 موخر شدہ

مالی سال 19.2018 کے بحث میں پولیس سپاہیوں کی کل کتنی آسامیاں تخلیق کی گئی ہیں اور ان کی ضلع و ارتقیم کس طریقہ کار / فارمو لے کے مطابق کی جائے گی یا کی جا رہی ہے نیز حاضر سروں سپاہیوں کی ضلع و ارتقیل بھی دی جائے؟

وزیر مکملہ داخلہ:

جواب: حنینم ہے لہذا اسیلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چونکہ نصراللہ خان نہیں ہیں ان کا سوال نمبر 55 disposed off کر دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے کا سوال نمبر 120 دریافت فرمائیں۔

☆ 120 **جناب نصراللہ خان زیرے کی نامہ:** نوش موصول ہونے کی تاریخ 4 فروری 2019

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 12 / نومبر 2019 اور 24 / نومبر 2020 کو موخر شدہ

صوبہ میں قائم جیلوں کی کل تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں ان کے نام نیزان میں مقید قیدیوں کے تعداد کی جیل و ارتقیل بھی دی جائے۔

وزیر مجموعہ داخلہ:

بمطابق انسپکٹر جیل جیل خانہ جات بلوچستان کوئٹہ صوبہ کے مختلف اضلاع میں قائم جیلوں کی کل تعداد 11 ہے جن میں سے 5 سنٹرل اور 6 ڈسٹرکٹ جیل ہیں نیزاں میں مقید قیدیوں کے تعداد کی جیل و تفصیل ذیل ہے۔

نمبر شمار	جیل کا نام	کل مقید تعداد و قیدی
1	سنٹرل جیل مچھ	527
2	سنٹرل جیل خضدار	106
3	سنٹرل جیل گڈانی	315
4	سینٹرل جیل مستونگ	18
5	سینٹرل جیل ژوب	19
6	ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ	707
7	ڈسٹرکٹ جیل بی	57
8	ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ مراد جمالی	121
9	ڈسٹرکٹ جیل اورالائی	57
10	ڈسٹرکٹ جیل تربت	48
11	ڈسٹرکٹ جیل نوشکی	39

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصر اللہ خان زیرے کا سوال نمبر 120 بھی disposed off کر دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: محترمہ زینت شاہوی کا سوال نمبر 176 دریافت فرمائیں، ان کا بھی جواب موصول ہو چکا ہے، وہ بھی disposed off کیا جاتا ہے۔

نوش موصول ہونے کی تاریخ 7 مئی 2019☆

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

اور 24 نومبر 2020 کو موخر شدہ

گزشتہ پانچ سالوں کے دوران بارودی سرنگ کے حادثات میں ہلاک و ذخی ہونے والے افراد کے نام بمعہ ولدیت اور جائے سکونت کی تفصیل دی جائے نیز حکومت کی جانب سے ہلاک و ذخی ہونے والوں کی اگر مالی

معاونت کی گئی ہے تو تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر حکومتہ داخلہ:

گزشتہ پانچ سالوں (2015 تا 2019) کے دوران صوبہ بھر میں جس قدر بارودی سرنگ پھٹنے کے واقعات رونما ہوئے کی ضلع وار تفصیل ذیل ہے:

نمبر شمار	ضلع	واقعات کی تعداد	شہدا کی تعداد	زخمیوں کی تعداد
1	کوئٹہ	2	01	-
2	قلعہ عبداللہ	01	03	-
3	چاغی	01	-	01
4	ڈیرہ گٹی	101	28	97
5	کوہلو	20	18	18
6	سی	18	11	13
7	نصیر آباد	12	08	17
8	جعفر آباد	07	07	02
9	ژوب	01	01	-
10	چنگور	01	01	-
11	خضدار	01	03	01
12	آواران	02	01	-
13	قلات	04	02	06
14	مستونگ	02	-	05
15	بارکھان	03	-	08
	ٹوٹل	176	18	168

جہاں تک ان واقعات میں ہلاک و زخمی ہونے والے افراد کے نام، ولدیت اور سکونت کا تعلق ہے

اس سلسلے میں اکثر واقعات میں ہلاک و زخمی شدہ افراد کے نام، ولدیت اور جائے سکونت کا اندرانج نہیں ہوتا۔ انسپکٹر جزل آف پولیس اور ڈائریکٹر جزل لیویز فورس کو بذریعہ مراسلہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس سلسلے میں گذشتہ پانچ سالوں میں ہونے والے اس قسم کے واقعات کی تمام تفصیل مکمل داغلہ کوارسال کریں۔ چونکہ سوال ہذا کا جواب ضخیم ہے جسکی وجہ سے متعلقہ حکاموں سے جواب موصول نہیں ہوا۔ مکمل جواب موصول ہونے پر جواب اسمبلی سیکرٹریٹ کوارسال کر دیا جائے گا۔ جہاں تک رہا سوال ہلاک اور زخمی ہونے والوں کی مالی معاونت کا تو اس سلسلے میں مکمل داغلہ حکومت کی پالیسی کے مطابق متعلقہ ڈپٹی کمشنر کی درخواست پر فراہم کردہ روپورٹ پر عزت آب وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری کے بعد تمام متاثرہ زخمی افراد اور شہید ہونے والے افراد کے لمحین کو مالی معاونت فراہم کرتی ہے۔ مکمل داغلہ کے ریکارڈ کے مطابق ابھی تک کسی بھی بارودی سرنگ کے پھٹنے کے واقعے میں کسی بھی متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے جو بھی کیس موصول ہوا ہے اس پر عمل درآمد کر دیا گیا ہے۔ گذشتہ پانچ سالوں کے دوران مالی معاونت کی مد میں جو رقم ادا کی گئی کی تفصیل ذیل ہے۔

نمبر شمار	مالي سال	اداشدہ رقم
1	2015.16	48801100
2	2016.17	1187838000
3	2017.18	398576000
4	2018.19	326015039
5	2019.20	162940000
ٹوٹل		2124170139
		70 لاکھ 41 کروڑ 12 ارب
		39 روپے ہزار 1 سو

جناب ڈپٹی اسمبلیکر: میرزادہ علی ریکی سوال نمبر 280 دریافت فرمائیں، وہ بھی یہاں نہیں ہیں جواب موصول ہو چکا ہے وہ بھی disposed off کیا جاتا ہے۔

نوٹ موصول ہونے کی تاریخ 26 فروری 2020 ☆ 280 میرزادہ علی ریکی رکن اسمبلی:

کیا وزیر داخلہ و پی ڈی ایم اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 24 نومبر 2020 کو مخ shredded

ضلع واشک میں دسمبر 2019 تا جنوری 2020 کے دوران ہونیوالی بارشوں کے نتیجے میں رونما ہونیوالے جانی و مالی نقصانات کے ازالہ کیلئے حکومت کی جانب سے کون کو نے اقدامات اٹھائے گے ہیں تفصیل دی جائے اور کیا یہ درست ہے کہ ان نقصانات کا جائزہ لینے کیلئے ایک سروے بھی کیا گیا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو تفصیل دی جائے نیزاً اگر جواب نفی میں ہے تو اسکی وجہات کیا ہیں۔

وزیرداخلہ و پیڈی ایم اے:

بematlq ڈی سی واشک ضلع واشک میں دسمبر 2019 تا جنوری 2020 کی دوران ہونیوالی بارشوں کے نتیجے میں رونما ہونیوالے جانی و مالی نقصانات کے ازالہ کیلئے حکومت کی جانب سے جس قدر اقدامات کیے گئے ہیں کی تفصیل ذیل ہے:

نمبر شمار	اشیاء	تعداد
1	خیے	300 عدد
2	خوارک کی تھیلیاں	300 عدد
3	گدے / پلاسٹک کی چٹائیاں	250 عدد
4	پانی کی ٹینکی	200 عدد
5	کمبل	300 عدد
6	برتن وغیرہ	150 عدد

یہ درست ہے کہ ہونیوالے نقصانات کا جائزہ لینے کیلئے سروے بھی کیا گیا ہے کی تفصیل تھیم ہے لہذا آسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جانب ڈپٹی اسپیکر۔ میرزادعلی ریکی سوال نمبر 281 دریافت فرمائیں، وہ یہاں نہیں ہیں، سوال نمبر 281 کا جواب بھی موصول ہو چکا ہے وہ بھی disposed off کیا جاتا ہے۔

☆ 281 میرزادعلی ریکی رکن اسمبلی: نوش موصول ہونے کی تاریخ 26 فروری 2020

کیا وزیرداخلہ و پیڈی ایم اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 24 نومبر 2020 کو موخر شدہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے مختلف اضلاع میں پیڈی ایم اے کے ایر جنسی سنٹر ز/ ذیلی دفاتر کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو ضلعوار تفصیل دی جائے اور ضلع واشک میں قائم کردہ ذیلی دفتر/ سنٹر میں

تعینات کردہ ملازم میں کی کل تعداد ان کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ اور گرید نیز سال 2019 تا فروردی 2020 کے دوران مکملہ مذکور کی جانب سے مذکورہ ضلع کے متاثرین میں تقسیم کردہ اشیاء خود دنوش و دیگر اشیاء کے تعداد کی علاقہ وار تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر داخلہ پی ڈی ایم اے:

بمطابق ڈائریکٹر پی ڈی ایم اے بلوچستان کوئٹہ بلوچستان میں ضلع وار کوئی ایک جنسی سنٹر موجود نہیں ہے البتہ مستقبل میں ڈویژنل سٹھ پر دفاتر کھونے کا ارادہ ہے۔

ندیہ براں سال 2019 تا فروردی 2020 کے دوران ضلع واشک کے متاثرین میں جس قدر اشیاء خود دنوش و دیگر اشیاء تقسیم کی گئی اُن کی علاقہ وار تفصیل ختم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب اختر حسین لانگو اپنا سوال نمبر 290 دریافت فرمائیں۔

☆ 290 جناب اختر حسین لانگو کن اسمبلی: نوش موصول ہونے کی تاریخ 14 جولائی 2020

کیا وزیر داخلہ پی ڈی ایم اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 24 نومبر 2020 کو موخر شدہ

محکمہ پی ڈی ایم اے کو کرونا کی مد میں اب تک کل سکدر رفتہ رفتہ ملے ہیں نیز ملنے والے فنڈ زجیں جن مددات میں خرچ کئے گئے ہیں کی مدد وار تفصیل بھی دی جائے۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر مکملہ داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے)۔ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر دخلہ و پی ڈی ایم اے

بمطابق صوبائی ڈسراستر مینجنمنٹ اتحارٹی (پی ڈی ایم اے) بلوچستان کوئٹہ محکمہ کو کرونا وائرس کی مد میں اب تک جن

جن مددات میں فنڈ ز ملے ہیں نیز ملنے والے فنڈ ز جن جن مددات میں خرچ کئے گئے ہیں کی تفصیل ختم ہے لہذا

اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب والا یہاں پر آخر میں PDMA نے جو تفصیل دی ہے وہ اربوں روپے

کی ہے لیکن اگر details میں آپ چلے جائیں اس میں بہت ساری چیزوں کی، جیسے furniture fixture

and white washing expenditure کیا، لیکن

تفصیل کوئی نہیں دی ہے، اس میں نہیں ہے، نہ اس میں تعداد ہے furniture کی نہ اس میں

furniture کے rates ہیں، اسی طرح آگے جو ہے ایک serial No 25, 26 کیجھ لیں، کوئی

details نہیں دیے ہیں انہوں نے نہ تعداد دی ہے نہ quantity دی ہے انہوں نے نہ اس کے

دیے ہیں، اسی طرح serial No.36, 37 rates ہے اُس میں بھی نہ quantity دی ہے انہوں نے نہ اُس کے rates کے rates ہے اُس میں بھی یہی حالت ہے نہ quantity ہے نہ اُس کے rates کے rates ہے اُس میں بھی یہی حالت ہے نہ quantity کوئی نہیں ہے کوئی rates نہیں ہیں۔ تو جناب والا ہمیں منشڑ صاحب ذرا یہ بتا دیں کہ یہ چیزیں جو missing ہیں اس کی وجہات کیا ہیں اس میں کروڑ روپے کے expenditures میں دیے گئے ہیں، تو اس کی ذرا آپ نے دی ہے نہ اُس میں کس rate میں دیے گئے ہیں، تو اس کی تفصیل ہمیں دے دیں۔

میرضیاء اللہ لاغو (وزیر مکملہ داخلہ و قائمی امور و پیڈی ایم اے): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، جناب اسپیکر! ہم نے جواب دیا ہے اگر یہ مزید بھی تفصیل چاہتے ہیں تو انگلے سیشن میں وہ بھی ان کو دے دیں گے۔

میرضیاء اللہ لاغو (وزیر مکملہ داخلہ و قائمی امور و پیڈی ایم اے): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، جناب اسپیکر! مکملہ نے جواب بھیجا ہے اگر یہ مزید بھی تفصیلات چاہتے ہیں تو انگلے session میں وہ انکو دے دیں گے۔

میراختر حسین لاغو: جناب والا! اس جواب سے ہم مطمئن نہیں ہیں ذرا P D M A سے ہماری request ہے منشڑ صاحب سے کہ اس سوال کو defer کیا جائے اور اس کا ہمیں detail expenditure جو ہوئے ہیں اُس کی details میں جواب دے دیں تاکہ اس House کو مطمئن کیا جاسکے۔

وزیر مکملہ داخلہ و قائمی امور و پیڈی ایم اے: detail میں اس کا جواب بھیج دیں گے اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: بھیج دیں گے۔

میراختر حسین لاغو: اس کو defer کیا جائے جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ سوال defer کیا جاتا ہے انگلے اجلاس کے لئے۔ جی جناب شناہ بلوچ صاحب سوال نمبر 288 دریافت فرمائیں۔

288☆ جناب شناہ اللہ بلوچ رکن اسمبلی
نوش موصول ہونے کی تاریخ کیم جولائی 2020
کیا وزیر داخلہ و پیڈی ایم اے از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 24 نومبر 2020 کو مذکور شدہ

محکمہ پیڈی ایم اے کی جانب سے فروری 2020 تا جون 2020 کے دوران کرونا سے نمٹنے کے سلسلے میں خرچ کردہ رقم کی تفصیل دی جائے نیز مذکورہ عرصے کے دوران حفاظتی سامان، اشیاء خود و نوش، تغیرات اور

ٹرانسپورٹیشن کے مدد میں آمدہ اخراجات کی مددوار تفصیل بمعہ کمپنیوں اور سپلائرز کے نام، رجسٹریشن اور ایڈرس کے دی جائے۔

وزیر داخلہ و پی ڈی ایم اے:

بمطابق ڈائریکٹر پی ڈی ایم اے بلوچستان کوئٹہ پی ڈی ایم اے بلوچستان کی جانب سے فروری تا جون 2020ء کے دوران کرونا سے نمٹنے کے سلسلے میں مختص شدہ رقم 2230.77 ملین روپے میں سے 1809.875 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ نیز مذکورہ عرصے کے دوران حفاظتی سامان اشیاء خورد و نوش، تعمیرات اور موصلات کی مدد میں جس قدر اخراجات ہوئے کی مددوار۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! شکریہ میر اسوال نمبر 288 بالکل اسی طرح جس طرح میرے دوست کا تھا کہ کیا وزیر داخلہ PDMA از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ PDMA کی جانب سے فروری 2020 تا جون 2020 کے دوران کرونا سے نمٹنے کے سلسلے میں خرچ کردہ رقم کی تفصیل دی جائے نیز مذکورہ عرصے کے دوران حفاظتی سامان protective kits، اشیاء خورد و نوش، تعمیرات transportation کی مدد میں آمدہ اخراجات کی تفصیل ہمیں فراہم کی جائے۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر مکملہ داخلہ و قابلی امور و پی ڈی ایم اے): جناب اسپیکر! اس کو اگلے session کے لئے defer کر لیں انکو بھی تفصیلات ہم دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اس کی تفصیلات آئے ہوئے ہیں۔

وزیر مکملہ داخلہ و قابلی امور و پی ڈی ایم اے: تو آپ کو مزید چاہیے آپ کہہ رہے ہیں کہ مجھے چاہیے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں ویسے بھی چاہ رہا تھا کہ defer کر دیں، آج اُنکی بھی تیاری نہیں ہے ہماری بھی نہیں ہے۔ ویسے تفصیلات ساری دی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس اگر تفصیلات ہیں تو میرے خیال سے۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: نہیں نہیں مطمئن نہیں ہیں۔ دیکھیں میں بات کرنا چاہتا ہوں اس پر۔ اگر وہ defer کرنا چاہتے ہیں اگلے اجلاس کیلئے مجھے اس پر کوئی جناب اعتراض نہیں، کیونکہ وہ بھی سوال ہوا ہے کرونا سے مسلک ہے اگلے اجلاس کیلئے defer کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سوال نمبر 288 بھی اگلے اجلاس کے لئے defer کیا جاتا ہے۔ جناب نصر اللہ

خان زیرے صاحب چونکہ یہاں نہیں ہیں سوال نمبر 135 بھی disposed of کیا جاتا ہے۔ ملک نصیر احمد شاہوانی وہ بھی نہیں آئے ہیں سوال نمبر 194 اُس کو بھی disposed of کیا جاتا ہے۔ میریوں عزیز زہری صاحب آپ اپنا سوال نمبر 301 دریافت فرمائیں۔

نوٹ موصول ہونے کی تاریخ 18 اگست 2020

301☆ میریوں عزیز زہری رکن اسمبلی

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

شluح خضدار میں سال 2013 تا 2018 کے دوران کل کم قدر لوکل بورکن کن علاقوں میں لگائے گئے نیزان میں سے کتنے فعال اور کتنے غیرفعال ہیں تفصیل بھی دیجائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: --- (مداخلت) --- آپ کو جواب table ہو گیا ہے۔

میریوں عزیز زہری: ہو گیا ہے sir --- (مداخلت) ---

جناب ڈپٹی اسپیکر: محکم مطمئن ہے تو میں آپ پھر کیا وہ کر رہے ہیں۔

میریوں عزیز زہری: جی میرے پاس آگیا ہے جواب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: محکم مطمئن ہے۔

سردار محمد صالح بھوتانی (وزیر مکملہ بلدیات و دیہی ترقی): کوئی ضمانتی؟

میریوں عزیز زہری: یہ اس میں جناب اسپیکر! bore 238 دے دیئے کہ bore 238 میں تھوڑی سی تفصیل دے دی ہے لیکن وہاں site پر میں گیا ہوں اور بہت ساروں میں سے ان میں سے کوئی % 80 وہاں پر اور انہوں نے جو جواب دیا ہے کہ یہ سب فعال ہے، سب کام کر رہے ہیں تو کوئی % 80 ان میں سے غیرفعال ہے وہاں پر site پر تو میں یہ گزارش کروں گا کہ CMIT کو یا کسی کو بھی روانہ کر دیں یہ 238 اگر خضدار میں لگے ہیں تو میرے خیال میں خضدار کو یا پورے ڈسٹرکٹ کو پانی کی ضرورت نہیں ہو گی جو bore 238 انہوں نے detail بھی دے دیئے لیکن ان میں سے کوئی بھی فعال نہیں ہے۔ کسی سے بھی کوئی ایک بندہ وہاں پر یہ کہہ کہ جی یہ bore کہاں لگے ہیں کس جگہ پر لگے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ CM صاحب بیٹھے ہوئے ہیں CMIT کو روانہ کر دیں وہاں bore 238 کو check کر دے کہ یہ کہاں پر لگے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے اس حوالے سے؟

سردار محمد صالح بھوتانی (وزیر مکملہ بلدیات و دیہی ترقی): جناب اسپیکر! اس میں دو سوال آتے ہیں پہلے تو یہ کہ

یہ کام ہوا ہے یہ bore on ground کام ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے ہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو یہ اسکیم 2016-17، 2017-18 کی ہے وہ Community کے حوالے ہو چکے ہیں اب یہاں پر یقیناً جواب دیا گیا ہے جو فعال ہیں لیکن میں بھی اُس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ department کے حوالے نہیں ہے یہ Community کے حوالے ہے اب وہ فعال ہے یا غیر فعال ہے اگر بنیادی طور پر یہ کام ہی نہیں ہوا ہے تو پھر ممبر موصوف سے میں آپ کے توسط سے یہ نزارش کروں گا کہ وہ بتائیں کہ جی یہ شروع سے کام ہی نہیں ہوا ہے تو ہم اُس کی investigation کرائیں گے کیونکہ اُس کے حوالے ہے اگر بنیادی اُس پر کام ہی نہیں ہوا تو پھر ہم اُس کے لئے Community ذمہ دار ہے اُس کے چلانے کیلئے اگر بنیادی اُس پر کام ہی نہیں ہوا تو پھر ہم اُس کے لئے inspection کرائیں گے۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر!

وزیر یحکمہ بلدیات و دیہی ترقی: اگر کام ہوا ہے تو پھر یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں۔ میریونس عزیز زہری صاحب آپ خود ہاں گئے وہاں boring ہوئی ہے یا boring نہیں ہوئی؟

میریونس عزیز زہری: میں یہ کہتا ہوں boring 50 % نہیں ہے اور ان میں سے کچھ، جب میں نے Question لايا اُس کے بعد میں نے جا کے وہاں پر دیکھا ہے ہر علاقہ کو کیونکہ میر اپنا علاقہ ہے میں نے سب دیکھا ہے ان میں سے کچھ ہے کچھ نہیں ہے، میرے حساب سے کوئی 60, 70 Percent غائب ہے اور کچھ اس طرح ہے جو پرانے bore میں ان پر پیمائش کیا گیا ہے تو ان کو دیکھا جائے اس میں کوئی ہرج نہیں ہے، میں غلط ہوں یا وہ یہ گورنمنٹ کے پیسے ہیں انکو دیکھا جائے کہ اس میں یہ ہے کہ کسی Community کو نہیں دیا گی، کسی کا اس میں ذکر بھی نہیں ہے اور وہاں کوئی یہ کہے کہ جی bore فعال ہے اس سے ایک لیٹرا اگر پانی کسی نے لیا ہے تو میں اُس میں کچھ بوروں کا ذمہ دار ہوں۔ میں وہاں نشاندہی کرنے کیلئے بھی تیار ہوں اگر کوئی Team آجائے میں نشاندہی کروں گا اس کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وزیر بلدیات صاحب۔

وزیر یحکمہ بلدیات و دیہی ترقی: یونس عزیز صاحب کے ساتھ میرا ذاتی تعلق ہے وہ تو خیر ایک علیحدہ ایک چیز ہے لیکن میں بھی یہ یقین سے کہتا ہوں کہ ہر ایک اسکیم کو ممبر موصوف نہیں دیکھا ہوگا، سُنی سُنائی با توں پر وہ بھی چل رہے ہیں لیکن اگر انکو اعتراض ہے وہ نشاندہی کراتے ہیں تو ہم اُس کی investigation کرادیں گے

وہ ہمیں تسلی ہے اگر کام نہیں ہوا ہے تو اُنکے خلاف Investigation ہو گی جو بھی ہو گا اسکو سراہو گی ہمیں کوئی اس میں ضدنہیں نہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے سردار صاحب۔ تو اگر آپ through Department کا Investigation کرادیں اگلے اجلاس میں پھر پیش کر دیں۔

وزیر یحکمہ بلدیات و دینی ترقی: through Department کے جب وہ ہو گا تو کہیں گے کہ جی یہ کیا ہے اور انکا favour کیا ہے اور پھر وہی اُنھیں Department جائیں گے۔

میریونس عزیز زہری: CMIT سے کروادیں۔

وزیر یحکمہ بلدیات و دینی ترقی: CMIT سے کروادیں جس کا کام اور اس کی ذمہ داری ہے۔ میریونس عزیز زہری: CMIT سے کروادیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور مجھے ساتھ لے لیں میں نشاندہی کرلوں گا، مجھے پتہ ہے کون سا bore ہے کونسا کسی اور کا ہے کونسا کس کا ہے کس کی پیاس کر رہے ہیں میں تو ایک ایک بندہ کو جانتا ہوں اپنے علاقہ کا جو نام انہوں نے list میں دیئے ہیں میں ان میں 80% بندوں کو پہچانتا ہوں، کہاں لگے ہیں میں ایک ایک کو پہچانتا ہوں اور میں ثبوت دینے کیلئے تیار ہوں CMIT آجائے اُس سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں صحیح ہے۔ سوال نمبر 301 چونکہ میریونس عزیز زہری صاحب اس حوالے سے مطمئن نہیں ہیں CMIT ٹیم کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ جا کر اس کی مکمل معلومات کر کے ایوان کو فراہم کریں۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر! آپ time mention کریں کیونکہ مارچ 2018 میں میں نے ایک question لوکل گورنمنٹ کا لایا وہ آج تک اُس کا کچھ بھی نہیں ہوا اُس میں بھی بھی ہو گیا کہ CMIT جا کے inspection کریا گا آج تک اب دو سال ہو رہے ہیں تین مہینے کا تھا دو سال ہو رہے ہیں مجھے ابھی تک اُسکا جواب نہیں مل رہا ہے تو ابھی اس کا بھی کوئی آپ Time frame دے دیں کہ اتنے میں CMIT جائیگا اور اس کا Inspection کر لے گا مجھے کوئی اُس پر وہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے دو مہینے کے اندر اندر اس کی مکمل معلومات جو ہیں وہ ایوان کو فراہم کریں۔ میرزا بدلی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 325 دریافت فرمائیں، چونکہ وہ واشک میں ہے سوال

disposed of کیا جاتا ہے۔ توجہ دلاؤ نوں۔ جناب اختر حسین لانگو صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوں سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میرا ختر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں وزیر برائے محکمہ QDA کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ محکمہ QDA کے زیر انتظام کئی ایکٹر پر محیط سابقہ سبزی منڈی کی جگہ چند نام نہاد Inverstors brokers اور plaza کی جانب سے ایک تغیر قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اگر حکومت نے مذکورہ سبزی منڈی کسی کو allot کیا ہے تو اس کی مکمل تفصیل دی جائے۔

جناب محمد بنیں خان خلجمی (پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ QDA): جناب اسپیکر صاحب! جواب محترم کو دے دیا ہے اُنکے table پر ہے اگر مزید بھی کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں تو میں انکا جواب دینے کو تیار ہوں اور allot کسی کو بھی نہیں کیا ہے اور High Court نے بھی اُس میں involvement کی تھی اور باقاعدہ طور پر Court نے کہا تھا کہ اس کے اوپر ظاہر ہے QDA کچھ plan کرے، توجہ ابھی مجھے charge ملا ہے تو میں نے اُس پر direction دی ہیں کہ ہم دو تین قسم کے planning کر کے کورٹ کو بھی submit کریں گے اور اپنے دوست اختر حسین لانگو بھائی کو بھی بتائیں گے تاکہ QDA کی revenue میں فرق پڑے جو اُنکے دماغ میں یا اُنکے ذہن میں سوال تھا کہ یہ ہم نے خیال میں کسی اور کو دے دیا ہے تو وہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اُنکے احمد نواز صاحب کو ہے وہ ہمارے ممبر بھی ہیں اُس کمیٹی میں تو انشاء اللہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اگر کہتے ہیں تو میں انکو دعوت دیتا ہوں کہ QDA میں آئیں اور انکو اور بھی تفصیل دے دوں گا بڑی مہربانی۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس میں یہ ہے ہماری information میں یہ تھا کہ کوئی Investment Board بنائی گئی ہے جس کی توسیط سے کچھ Investors کے ساتھ رابطہ کیا گیا ہے کچھ لوگ ہیں جن کے حکومتی اعلیٰ عہدہ داروں کے ساتھ روابط بھی ہیں اور رشتہ بھی ہے تو ان کچھ لوگوں کو یہ زمین دی گئی ہے یہاں پر Plaza بنائے کیجئے کیلئے، کورٹ میں جو cases چل رہے ہیں جن کا منسٹر صاحب ذکر کر رہے ہیں یہ پڑانے دور میں جب چیئر مین QDA ہوا کرتے تھے ناظمین صاحبان اُنکے دور میں کچھ لوگوں کو ہوئیں تھی انہوں نے پلازے بنائے اُس پر، کورٹ میں جو case چل رہے ہیں وہ ان پلازوں کے حوالے سے ایک case چل رہے ہیں وہ ابھی تک subjectivity ہے اُس پر ہم بات نہیں کرنا چاہتے۔ اب جناب والا! اس میں جو جواب انہوں نے دیا ہے انہوں نے ذکر بھی اس میں کیا ہے کہ ایک Governing body سے انہوں نے approval through Investment Board کے

کچھ investment کر کے ان زمینوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب والا! Governing body کا ابھی خود میرے عزیز دوست نے انکی نشاندہی بھی کہ ہمارے پارٹی کے احمد نواز بلوج صاحب Governing body QDA کے نمبر بھی ہیں جب میں نے اس حوالے سے اُن سے بات کی اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اس طرح کا کوئی بھی اجنبیہ اُس Meeting میں کوئی discuss ہی نہیں ہوا ہے سرے سے، اب جب یہ اُس Governing body کی meeting کے اجنبیہ میں تھا ہی نہیں تو یہ چیز تو approval کہاں سے آگئی؟ تو مجھے خدشہ یہ ہے جناب اپسکر! کہ بعد میں ممبران سے signe کروانے کے بعد Minutes کر کے اس کی Changing Minutes میں Minutes کو ظاہر کیا گیا ہے اور اس میں انتہائی بد نیتی اور Corruption کے آثار ہمیں نظر آ رہے ہیں جس کی میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی غور طلب معاملہ ہے کہ Governing body کے ممبران کو بھی پہنچنے ہیں ہے اس issue کا کہ یہ کہاں پر discuss ہوا ہے اُس اجنبیہ میں بھی نہیں تھا لیکن Minutes میں یہ آ گیا ہے اس کی approval بھی آگئی ہے اب جب Governing body کے نمبر کو پہنچنے ہیں ہے کی Governing body کی meeting میں یہ discuss کیے آ گیا؟ اس کی approval کیے آگئی؟ تو اس میں یہ سمجھتا ہوں اس کو فی الفور روک دیا جائے جن کو اگر دیا بھی گیا ہے کسی کو یہ کسی Company کو کسی firm کو investment Board کی طرف سے یہ permission بھی دی گئی ہے یہاں پر کوئی construction کرنے کی تو اس کو فی الفور روکا جائے کیونکہ اس میں ہمیں Corruption کی بد دیانتی کی بوآری ہے تو اس کو فی الفور روکا جائے اور اس کو Open Advertise کیا جائے کیونکہ اس سے پہلے بھی ہزار گنجی Complex کا معاملہ لے لیں پڑانے اُڑھ کا معاملہ لے لیں یا بلدیہ پلازہ کا issue کے لیں یا QDA کے باقی جو اسکیمات ہیں اُنکے حوالے سے جناب والا! اُس دن بھی میں نے اس floor پر کہا تھا کہ ایک تفصیلی رپورٹ یہم نے 2005 میں اس اسمبلی کے ایوان میں ہم نے table بھی کیا تھا اُس میں بھی ہم نے وہ تمام حقائق اور تمام facts جو ہیں وہ اُس میں نے درج کئے ہیں اور اس کے علاوہ اس تمام projects میں NAB کے QDA کے notices بھی ابھی تک چل رہے ہیں اس میں High Court نے بھی وقتاً فوقتاً cases لئے ہیں High Court میں بھی بہت ساری چیزیں Subjudice ہیں اور بہت سارے معاملات ہمارے Anti-corruption اور باقی معاملات پر بھی ہیں اور بہت سارے لوگوں کے اوپر ابھی بھی

جو ہیں وہ چل رہے ہیں تو ان تمام پر اپنے cases کے NAB track record کو دیکھتے ہوئے ہم ایک اور box pandora کی عقوبات خانوں کی نظر نہ کریں اس کو فی الفور روکا جائے اور اُس کے اوپر باقاعدہ اس کو Open Tender کے ذریعہ یا bidding کے ذریعہ اگر Investment Board کچھ کرنا چاہتی ہے تو شفاف انداز میں اس میں کچھ کر لیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ QDA: جس طرح میرے دوست نے بات کی نظاہر ہے وہ کوئی کے رہنے والے ہیں اور یہ کوئی کے ایک Center میں پرانی سبزی منڈی جو 17 کیڑے کے اوپر ہے اور وہ یہ انکا سوال جو تھا وہ ایک ایجمنڈا کے طور پر آیا تھا جس پر proposal دیا گیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ Board of Investment کو دی جائے مگر ایکو یہاں پر یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس طرح نہیں کہ QDA تین proposal لے کر جائے گا جس کے طور پر action ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اس کو اگر آپ utilize کریں گے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم جو ہے Community کو دے دیں گے تو اس میں جناب اسپیکر صاحب! کوئی ایسی بات نہیں ہے ہم ابھی اُس پر تین plan بنانے کے انشاء اللہ QDA کا کام یہی ہے auction کرنا اور اخبار میں bidding کر کے ہم اُس کو auction کریں گے اللہ نے چاہا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی محترمہ شاہینہ کا کڑا آپ اپنی توجہ دلا و نوٹس متعلق سوال فرمائیں۔

محترمہ شاہینہ کا کثر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں وزیر داخلہ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواتی ہوں کہ عوامی نیشنل پارٹی کی صوبائی Press Secretary اسد خان اچجزی جنہیں مورخہ 25 ستمبر 2020 Airport Road سے اغوا کیا گیا تھا جس کے متعلق اسمبلی میں تحریک التواہ بھی پیش کی گئی تھی نذورہ تحریک پر اس اسمبلی کی نشت منعقدہ مورخہ 29 اکتوبر 2020 کو سیر حاصل بحث مکمل کے ہونے بعد جناب اسپیکر کی جانب سے باقاعدہ ruling بھی جاری کی گئی لیکن تاحال اس بابت کوئی پیشرفت نہیں ہوئی حکومت کی جانب سے اس سلسلے میں اب تک اٹھائی جانے والے اقدامات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وزیر داخلہ صاحب توجہ دلا و نوٹس بابت وضاحت فرمائیں۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ اسد خان اچجزی کا بہت افسوس ناک واقعہ ہے جو crime کی کمی کرنے کی حکومتی policy آگے جاری تھی اسی اثناء میں کافی عرصہ بعد یہ واقعہ روہنما ہوا جس کی ہم سب ندمت کرتے ہیں تو اُس کے لئے جناب والا! ایک کمیٹی بنائی ہے ہم

نے جس میں میدم خود بھی ہیں، اُس کے تمام اداروں کے مینگ چل رہے ہیں ابھی ہماری الگی مینگ جو وہ انشاء اللہ 29 تاریخ کو ہے ہمیں اُمید ہے کہ اُس میں آگے ہمیں انشاء اللہ پیش ورفت ہو گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جناب ثناء بلوج صاحب آپ اپنا توجہ دلوں نوں سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے اس time ایوان کی کارروائی ہے بعد میں پھر آپ Zero Hour میں بات کریں۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جولائی 2020ء کو اس عیل کا کڑ صاحب کو اپنی ہی دکان میں دن دہڑے قتل کیا گیا، اُس کے بعد حکومت کے اداروں سے رابطہ کئے گئے انہوں نے کہا کہ ہم اس کا پورا پورا حال نکال لیں گے لیکن چھ ماہ گزرے ہیں آج تک ہمیں اُس کا کوئی put out نہیں ملا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آنے والے اجلاس میں اس سے متعلق نوٹس آرہا ہے صدقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: کم از کم اس کا حصہ بنادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آنے والے اجلاس میں اس سے متعلق آپ کا آرہا ہے تو اُس پر اس پر بات کریں گے۔ جی شناء بلوج صاحب آپ اپنا توجہ دلوں نوں سے متعلق سوال دریافت کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر! میرا توجہ دلوں نوں وزیر برائے محکمہ موصفات و تعمیرات کی توجہ ایک مسئلہ کی جانب مبذول کرائیں گے کہ محکمہ W & C نے اپنے ایک order No. 207 ہے اُس کے تحت 361 ملازمین برطرف کر دیے ہیں جو عرصہ دس سال سے محکمہ ہذا میں خدمات سرانجام دے رہے تھے ان ملازمین کی برطرفی سے بلوچستان بھر کے ملازمین میں شدید تشویش کی لہر پائی جاتی ہے مذکورہ ملازمین کو نکالنے کی وجوہات اور انکی دوبارہ بحالی بابت حکومت نے جو اقدامات اٹھائیں ہے اُنکی مکمل تفصیل فراہم کی جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی concern میسرے خیال میں نہیں ہیں اس سے متعلق؟ جی میر عارف جان محمد حسni اگر دیکھ لیں اگر وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انکوفوری طور بلا یا جائے۔ کوئی اور اس سے متعلق جواب دینا چاہیے؟ ایوان کا وقت قیمتی ہے اُس کیلئے تو ہم لوگ اتنا زیادہ نہیں بیٹھ سکتے ہیں۔ سکریٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں تب تک کیلئے جب وہ آتے ہیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے بسلسلہ علاج یروان ملک جانے کی بارواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب ثناء اللہ زہری صاحب نے والدہ اور ما مول کی وفات کی بارواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کے بناء آج اور 29 جنوری کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میراختر حسین لالگو: کورم پورا نہیں ہے جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم کی گھنٹیاں بجائی جائیں۔۔۔ (کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)۔۔۔ اجلاس کے دوران صدارت کرنے والے شخص کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی جائے اور اسمبلی کی کل رکنیت ایک چوتھائی سے کم ارکان حاضر ہوں تو وہ یا اسمبلی کو ملتی کر دیگا ایسا اجلاس کو اس وقت تک کلینے معطل کر دیا جائے گا جب تک کہ ایسی رکنیت سے کم از کم ایک چوتھائی ارکان حاضر نہ ہو جائیں۔ اگر آپ لوگوں کے ساتھی پورے ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ پھر اجلاس ملتی کیا جائیگا۔ 65 پر counting ہو گی۔۔۔ (5 منٹ کیلئے انتظار کیا گیا)۔۔۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 29 جنوری 2021 کو بوقت سہ پہر 3 بجے تک ملتی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 7 بجکر 20 منٹ پر ختم پذیر ہوا)۔

ء26 جنورى 2021

بلوچستان صوبائی اسمبلی

41